ماہنامہ الفرقان ربوہ

فون ـ 692

اگست ۱۹۷۳ء

الفہرست

* جماعت احمدیہ پر تحریف قرآن مجید کا ناپاک الزام ـ	ایڈیٹر	صفحہ ۱
* شذرات	"	" ۳
* منطق الطیر	جناب شیخ عبدالقادر صاحب	" ۹
* "تاریخ تکفیر" لکھنے کی تمنا	جناب مدیر صدق جدید لکھنو	" ۱۴
* علم تاریخ کی افادیت	مولانا دوست محمد صاحب شاہد	" ۱۵
* منظومات	شعراء کرام سلسلہ احمدیہ	" ۲۷-۳۲
* ایڈیٹر کی ڈاک	احباب کے بعض خطوط	" ۳۳
* علامہ نیاز فتحپوری کا نعرہ حق	اقتباس	" ۳۶
* "عجمی اسرائیل" کے مصنف کی افترا پردازی	ایڈیٹر	" ۳۷

سالانہ اشتراک

پاکستان ـ آٹھ روپے

بیرونی ممالک ہوائی ڈاک ـ ۲ پونڈ

بیرونی ممالک بحری ڈاک ـ ۱ پونڈ

فی پرچہ پاکستان ـ اسی پیسے

مدیر مسئول

ابوالعطاء جالندھری

عظمت قرآن کریم

(از کلمات طیبات سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

از نور پاک قرآن صبح صفا دمیدہ　　بر غنچہ ھائے دلہا باد صبا وزیدہ
این روشنی و لمعان شمس الضحی ندارد　　وین دلبری و خوبی کس در قمر ندیدہ
یوسف بقعر چاھے محبوس ماند تنہا　　وین یوسفے کہ تن ھا از چاہ بر کشیدہ
از مشرق معانی صد ھا دقائق آورد　　قد ھلال نازک زان ناز کی خمیدہ
کیفیت علومش دانی چہ شان دارد　　شھدیست آسمانی از وحی حق چکیدہ

الفرقان کا النبی الخاتم نمبر

ماھنامہ الفرقان کا ایک خاص نمبر بعنوان "النبی الخاتم نمبر" ماہ اکتوبر ۷۲ء میں پوری آب و تاب سے شائع ہو رہا ہے انشاءاللہ۔ اس کے صفحات یکصد (۱۰۰) ہونگے۔ ہماری اپنے مقالہ نگروں اور قابل اکرام شعراء عظام سے دلی درخواست ہے کہ وہ اس خاص نمبر کے شایان شان مقالات اور منظومات ارسال فرمائیں۔ حضرت سید ولد آدم حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کی بے نظیر شان، بابرکت اور فیض رساں زندگی کے متعلق ٹھوس اور قیمتی مقالات جمع کئے جائینگے و باللہ التوفیق ــ خادم ابوالعطاء

ضروری اطلاع

ماہ اکتوبر کے النبی الخاتم نمبر کے باعث ماہ ستمبر میں الفرقان شائع نہ ہو گا۔ قارئین کرام مطلع رہیں۔ یہ نمبر بھی چند صفحات کم شائع ہو رہا ہے

اداریہ

جماعت احمدیہ پر تحریفِ قرآن مجید کا ناپاک الزام

جناب گورنر بلوچستان کا منصفانہ بیان

ابتدائے آفرینش سے اہلِ حق اس قرآنی صداقت کا مشاہدہ کرتے رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔ اَلَمْ تَرَ اَنَّآ اَرْسَلْنَا الشَّیٰطِیْنَ عَلَی الْکٰفِرِیْنَ تَؤُزُّهُمْ اَزًّا۔ (مریم ع) کہ ہر زمانہ میں شیاطین منکرین کو انگیخت کرتے رہتے ہیں اور وہ لوگ مومنوں کے خلاف انتہائی اشتعال انگیزی کرتے ہیں اور فتنہ و فساد پیدا کرتے ہیں۔

جماعت احمدیہ اللہ تعالیٰ کے دینِ اسلام کی علمبردار ہے وہ اکنافِ عالم میں قرآن پاک کی اشاعت کر رہی ہے۔ دنیا کی متعدد زبانوں میں اس کے ذریعہ قرآن پاک پھیل رہا ہے۔ تراجم شائع ہو رہے ہیں۔ اس جماعت کے افراد وطنوں سے بے وطن ہو کر اپنی اولادوں کو وقف کر کے اور اپنے اموال قربان کر کے قرآن مجید کی اشاعت کرنے کو اپنی سب سے بڑی سعادت سمجھتے ہیں حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ علیہ السلام نے احمدیوں کو ہدایت فرمائی تھی کہ:۔

> "تمہارے لئے ایک ضروری تعلیم یہ ہے کہ قرآن شریف کو مہجور کی طرح نہ چھوڑو کہ تمہاری اسی میں زندگی ہے۔ جو لوگ قرآن کو عزت دیں گے وہ آسمان پر عزت پائیں گے۔ جو لوگ ہر ایک حدیث اور ہر ایک قول پر قرآن کو مقدم رکھیں گے ان کو آسمان پر مقدم رکھا جائے گا۔ نوعِ انسان کے لئے روئے زمین پر اب کوئی کتاب نہیں مگر قرآن۔ اور تمام آدم زادوں کے لئے اب کوئی رسول اور شفیع نہیں مگر محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم۔" (کشتیٔ نوح ۲۰-۲۱)

مسلمان کہلانے والے فرقے قرآن مجید میں پانچ سے لے کر پانچسو آیات قرآنیہ تک کے منسوخ ہونے کے قائل ہیں بلحاظ جماعت صفحۂ زمین پر صرف جماعت احمدیہ ہی ایسی جماعت ہے جو قرآن مجید کی ایک آیت، اس کے ایک لفظ بلکہ ایک حرف تک کا منسوخ قرار دینا جائز نہیں سمجھتی۔

بایں حالات ظلم کی حد ملاحظہ ہو کہ "جمعیۃ العلماء اسلام" کے جنرل سیکرٹری مفتی محمود نے کوئٹہ میں فورٹ سنڈیمن کے متعلق مطالبہ کیا ہے کہ:۔

"ان تمام قادیانیوں کو سخت ترین سزا دی جائے جو ربوہ میں شائع ہونے والے قرآن کریم کے تحریف شدہ نسخے

تقسیم کرنے کے ذمہ دار ہیں۔" (روزنامہ نوائے وقت۔ لاہور ۳۰ جولائی ۱۹۷۴ء)

اُف! اتنی غلط بیانی کہ احمدی تحریف شدہ قرآن کریم تقسیم کرتے ہیں۔ اتنا بڑا افترا محض سیاسی فتنہ پیدا کرنے کے لئے اختراع کیا گیا ہے۔ ورنہ کیا ان علماء کو اتنا بھی معلوم نہیں کہ احمدیہ تحریک اسّی سال سے جاری ہے۔ آج شروع نہیں ہوئی۔ ہر ملک اور ہر خطۂ ملک میں احمدیوں نے قرآن مجید شائع کئے ہیں کیا فورٹ سنڈیمن میں ہی تحریف شدہ قرآن مجید شائع کیا جانا تھا؟ خدایا! ان ظالم لوگوں کو ہدایت دے۔ آمین۔

مولوی مفتی محمود کے اس فتنہ پرور بیان کے مقابلہ پر جناب محمد اکبر صاحب بگٹی گورنر بلوچستان کا ذیل کا معقول بیان ہر عقلمند انسان کے لئے باعث تسلی ہوگا۔ لکھا ہے:-

"صوبائی گورنر نواب محمد اکبر خاں بگٹی نے کہا کہ قرآن پاک مسلمانوں کی مقدس کتاب ہے۔ فورٹ سنڈیمن کے واقعات کے تعلق سے یہ پراپیگنڈہ کیا جارہا ہے۔ کہ وہاں تحریف شدہ قرآن پاک کے نسخے تقسیم کئے گئے ہیں نے اگرچہ اس معاملے کی تحقیقات کا حکم دے دیا ہے۔ اور اس کام پر ممتاز علماء کو مقرر کیا ہے۔ تاہم اب تک جو معلومات حاصل ہوئی ہیں۔ ان کے مطابق قرآن شریف میں کسی قسم کی تبدیلی نہیں کی گئی۔ اور نہ ہی کوئی اس کی جرأت کر سکتا ہے۔ البتہ یہ ممکن ہے کہ کسی فرقے یا مکتبۂ فکر نے اپنے نقطۂ نظر سے اس کا ترجمہ مختلف کیا ہو۔ نواب بگٹی نے کہا۔ کہ جو لوگ یہ پروپیگنڈا کر رہے ہیں کہ قرآن پاک کے تحریف شدہ نسخے تقسیم کئے گئے ہیں۔ وہ دراصل غلط فہمی کا شکار ہو گئے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ خود مسلمانوں کے ممتاز علماء نے اپنے اپنے نقطۂ نظر سے قرآن پاک کے ترجمے ایک دوسرے سے مختلف کئے ہیں۔ انہوں نے مثال دیتے ہوئے کہا کہ مولانا ابوالکلام آزاد۔ مولانا عبدالحق محدث دہلوی اور مولانا مودودی نے قرآن پاک کے تراجم اپنی اپنی فہم اور علمی اور تحقیقی بصارت کے مطابق کئے ہیں۔ ان کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہو سکتا۔ کہ ان لوگوں نے سرے سے قرآن پاک کو ہی تبدیل کر دیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ جو شخص مسلمان کہلاتا ہے وہ اس کا تصور بھی نہیں کر سکتا۔" (روزنامہ مشرق کوئٹہ۔ ۲۹ جولائی ۱۹۷۴ء)

ہم خدا ترس قارئین سے اپیل کرتے ہیں کہ وہ محض مخالف علماء کے قول پر بنیاد رکھ کر قولاً یا عملاً ظلم نہ کریں۔ ہم سب نے اللہ تعالےٰ کے سامنے حاضر ہونا اور اپنے اعمال کی جواب دہی کرنی ہے۔

قرآن مجید کے متعلق حضرت بانی سلسلہ احمدیہ نے ارشاد فرمایا ہے:-

"تم کوشش کرو جو ایک نقطہ یا ایک شعشہ قرآن شریف کا بھی تم پر گواہی نہ دے تا تم اسی کے لئے پکڑے نہ جاؤ۔ کیونکہ ایک ذرہ بدی کا بھی قابلِ پاداش ہے وقت تھوڑا ہے اور کارِ عمر ناپیدا۔" (کشتی نوح صفحہ ۲۵)

شذرات

(۱) مسلمانوں کی نجات کا واحد راستہ۔ قبول دعوت ربانی ہے

مدیر المنبر مولوی عبدالرحیم صاحب اشرف نے دنیائے اسلام پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ:-

"ہمارے لئے نجات کا راستہ صرف ایک ہی ہے اور وہ یہ کہ جہاں ایک طرف ہمارے دشمن ہمارے مخالف متحد ہوئے ہیں اور آپس میں دفاعی معاہدے کر رہے ہیں ہم رب السمٰوات والارض کی پناہ میں آجائیں اور اسے اپنا سرپرست و محافظ بنا لیں بس یہی راستہ ہے اس ہولناک مشترکہ دشمن سے بچنے کا...... آج وہی رب پھر سے ہمیں اپنی جانب بلا رہا ہے۔" (المنبر لائلپور ۳ اگست ۱۹۷۳ء)

الفرقان:- بلاشبہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں بلکہ ساری دنیا کو آج اپنی طرف بلا رہا ہے اس نے مسلمانوں کو اپنے پاک مسیح کے ذریعہ حَرِّزْ عِبَادِیْ اِلَی الطُّوْرِ (صحیح مسلم) کا طریق بتا دیا ہے۔ مگر افسوس کہ یہ علماء نہ خود راہ حق کو قبول کرتے ہیں اور نہ عوام کو قبول کرنے دیتے ہیں یَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰہِ پر عمل پیرا ہیں۔

درحقیقت مسلمان کہلانے والوں کا یہی تضاد عمل ساری خرابی کی جڑ ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو سمجھ دے۔ آمین۔

(۲) احمدیوں اور سنیوں کا ایک موازنہ

جناب میاں محمد شفیع صاحب (المعروف م ش) اپنی ڈائری میں رقمطراز ہیں:-

"میں یہ کہنے میں کوئی باک محسوس نہیں کرتا کہ جب تک پنجاب اور سُنّی پاکستان کے قومی مسائل میں اپنا بھرپور کردار ادا نہیں کرتے۔ اس وقت تک پاکستان اس خطہ میں اپنا تاریخی کردار ادا کرنے کے قابل نہیں ہو سکے گا۔ اس لئے میں آج پکار پکار کر کہتا ہوں کہ پاکستان کو استحکام بخشنے اور مسلمانوں کو الحاد اور لادینی اثرات سے محفوظ کرنے کے لئے پنجاب کے سُنّیوں کو بیدار کرنے کی ضرورت ہے۔ اگر چند لاکھ احمدی اپنی تعلیمی، تبلیغی، معاشرتی اور تجارتی مساعی کے فروغ کے لئے سالانہ ایک کروڑ روپوں کا بجٹ بنا سکتے ہیں تو پاکستان کے ۵ کروڑ سُنّی اپنے سماجی اور معاشی اور تبلیغی مقاصد کے لئے کیوں دس کروڑ روپوں کا سالانہ بجٹ تیار نہیں کر سکتے!

اگر سُنّی اہل نصاب دیانتداری سے زکوٰۃ ادا کرنا شروع کر دیں اور اگر اس زکوٰۃ کو خاطر خواہ طور پر اکٹھا کرنے کا انتظام کر لیا جائے تو دس کروڑ نہیں سینکڑوں کروڑ روپیہ ہر سال جمع کر کے سواد اعظم کے بے شمار مسائل کو حل کرنے کی راہ نکل سکتی ہے! اگر سُنّی اپنے معاشرہ کی اصلاح کر لیں تو پاکستان کے مسلمانوں کا معاشرہ خود بخود درست ہو جائیگا۔"

(نوائے وقت لاہور مورخہ ۲۷ جولائی ۱۹۷۳ء)

الفرقان:۔ قربانی اور قوت عمل جس یقین سے پیدا ہوتی ہے وہ اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا احسان ہے جو جماعتوں پر ہوتا ہے۔ درحقیقت کامیابی کی اساس تعداد نہیں ایمانی قوت ہوتی ہے۔

(۳) مدیر چٹان کا پہلا اعترافِ حق

پہلے چٹان نے شائع کیا:۔

"قائد اعظم محمد علی جناح رحمۃ اللہ علیہ کی سادہ لوحی بھی ملاحظہ فرمایئے۔ کہ انہوں نے مسلم لیگ کے لئے حکومتِ پاکستان کی طرف سے بونڈری کمیشن میں مقدمہ پیش کرنے کے لئے چوہدری ظفر اللہ خان کو مقرر کیا۔ اور چوہدری صاحب موصوف کی وکالت کی فیس پانچ لاکھ روپیہ اس ابتلاء کے زمانے میں ادا کی۔ جبکہ پاکستان ایک ایک پائی کا محتاج تھا قائد اعظم اس وقت نہایت پریشان تھے چاروں طرف سے پاکستان دشمنوں سے گھرا ہوا تھا۔ مسٹر پٹیل آنجہانی کا دعویٰ تھا کہ پاکستان ایک ماہ بھی زندہ نہیں رہ سکیگا گویا یہ پیدا ہوتے ہی مرجائیگا! چوہدری ظفر اللہ خاں نے وکالت کی فیس نہ چھوڑی"۔

(چٹان ۱۱ر جون ۱۹۷۳ء)

حضرت چوہدری صاحب نے "ہاشمی" صاحب کے رد میں ایک مفصل گرامی نامہ بنام مدیر الفضل میں جواباً تحریر فرمایا کہ:۔

"خاکسار نے جناب قائد اعظم کے ارشاد کی تعمیل کو اپنے لئے ثواب اور برکت کا موجب شمار کیا اور بقدر ہمت ان کے ارشاد کی بجا آوری کے لئے تیار ہوگیا۔ فیس کا نہ کوئی موقعہ تھا نہ کوئی سوال پیدا ہوا۔ نہ خاکسار کی طرف سے کوئی مطالبہ ہوا۔ صراحتاً یا کنایتاً۔ نہ جناب قائد اعظم کی طرف سے کوئی پیشکش ہوئی۔ نہ کسی ادائیگی کا موقعہ ہوا"۔ (الفضل ۴ر جولائی ۱۹۷۳ء)

مقامِ مسرت ہے کہ اس مدلل جواب کو پڑھ کر شورش صاحب نے غالباً پہلی مرتبہ اعترافِ حق کیا ہے لکھتے ہیں:۔

"راقم کے علم میں بھی یہی ہے کہ چوہدری صاحب نے کوئی فیس نہیں لی۔ نہ جانے ہاشمی صاحب محترم کا راوی کون ہے"۔ (چٹان ۳۰ر جولائی ۱۹۷۳ء)

الفرقان:۔ اتنے بڑے جھوٹے الزام کو شائع کردینے پر واضح اظہارِ ندامت کی ضرورت تھی جس کی ابھی شورش صاحب سے توقع نہیں ہوسکتی۔

(۴) احمدیوں کی حمایت کرنے کی وجوہ؟

فاضل مدیر پاک پنجاب اوکاڑہ اپنے جوابی مقالہ میں تحریر کرتے ہیں:۔

"اخبار واردات نے لکھا ہے۔ کہ اخبار پاک پنجاب نے نہ معلوم کس مصلحت کی بناء پر احمدیوں کی حمایت میں لکھنا شروع کردیا ہے؟ کس قدر تعجب کی بات ہے کہ اخبار واردات کو پورے دو ماہ کے اندر مصلحت کی وجوہ معلوم نہیں ہوسکیں۔ اس کا انکشاف کردیا جاتا تو بہتر ہوتا۔ لیجئے وہ مصلحت میں خود بتاتا ہوں (ا) ملکی سالمیت (ب) احمدی حضرات پاکستان کے معزز شہری ہیں۔ (ج) ملک کے وفادار ہیں۔ (د) دوستوں کے دوست ہیں۔ (ہ) ختم نبوت کے آپ سے زیادہ قائل ہیں۔ (س) قرآن کے مطابق اپنی زندگی گزارتے ہیں۔ (ص) پابند صوم و صلوٰۃ ہیں۔

(ط) وراثت زکوٰۃ اور دیگر مذہبی امور میں کسی سے پیچھے نہیں۔ (ج) سودی نظام کو ترک کرنے والے اور سود سے نفرت کرنے والی واحد تنظیم ہے۔"

(ہفت روزہ "پاک پنجاب" ادکاڑہ ۱۹ر جولائی ۱۹۷۳ء صفحہ ۹)

الفرقان :۔ یقیناً احمدیوں کے عقائد و اعمال کا غیر جانبدارانہ مطالعہ کرنے والا ہر انصاف پسند اسی نتیجہ پر پہنچے گا۔ اللہ تعالیٰ مدیر پاک پنجاب کو اس کلمۂ حق شائع کرنے کا اجر بخشے۔ آمین۔

(۵) مدارسِ دینیہ کے متعلق "تلخ حقیقت"

ہفت روزہ "تنظیم اہلحدیث" لاہور لکھتا ہے :۔

"بے شمار مدارس دینیہ قائم ہیں قصبات و بلاد اور امصار و دیہات میں ہم نے مدرسوں کے جال بچھا دیئے ہیں اور بعض کو ہم جوامع کے بلند ناموں سے موسوم کرتے ہیں۔ مگر واقعہ یہ ہے کہ نتائج کے اعتبار سے نہ مدارس ہیں نہ جوامع۔ ان پر ہم ہر سال بے شمار روپے خرچ کرتے ہیں لیکن یہ تلخ حقیقت عرض کرتے ہیں ہم کسی سے کسی قسم کی معذرت خواہی نہیں کریں گے کہ یہ نتائج کے اعتبار سے صفر ہیں۔"

(تنظیم اہلحدیث ۱۹ر دسمبر ۱۹۷۲ء)

الفرقان :۔ سوال یہ ہے کہ ان بے مصرف مدارس اور جوامع پر غریب قوم کا لاکھوں روپیہ اور بے شمار افرادی قوت کیوں ضائع کی جا رہی ہے ؟

(۶) سنّیوں کی شیعوں سے منافرت انگیزی

شیعی رسالہ المبلغ سرگودھا سنّی علماء سے شکوہ کناں ہے کہ :۔

"شیعہ ملک کی سلامتی کیلئے اپنے فرائض کی ادائیگی میں پیش پیش ہیں۔ اور مرزائیوں کے معاملہ میں جملہ اسلامی فرقوں کے ساتھ ہیں۔ تحریک ختم نبوت اس پر شاہد ہے اور چنیوٹ میں ختم نبوت کے اجلاس کی کارروائی میں شیعہ علماء کی تقاریر اس کی دلیل ہیں مگر کیا کیا جائے کہ اگر آپ کا رُخ مرزائیوں سے ہٹتا ہے تو ختم نبوت کے مجاہد شیعہ کے خلاف محاذ لگا دیتے ہیں ختم نبوت کے جملہ مقررین تنظیم اہلسنت کے پلیٹ فارم سے شیعہ کے خلاف منافرت پھیلانے میں پیش پیش نظر آتے ہیں۔ بلکہ مناظروں میں صدارتیں کرتے ہیں۔" (ماہنامہ المبلغ سرگودھا جولائی ۱۹۷۳ء)

الفرقان :۔ اصول پر قائم رہنے والے علماء ہوتے تو بات ہی کیا تھی۔ آنے والے مسیح کی نبوت کے قائل ہیں مگر احمدیوں سے بے اصولا نہ جھگڑا۔

(۷) مملکتِ سعودیہ کا بریلویوں سے سلوک

"بریلوی مذہب کی خوب بیخکنی کی ہے۔ اسی وجہ سے یہ اہل بدعت والشرک ان سے متنفر ہیں اس دور میں حکومت سعودیہ ملک عرب میں اسی مسلک پر قائم ہے اسلئے بریلوی لوگ وہاں جاتے ہیں تو بھیگی ہوئی لومڑی کی طرح دُم دبا کر آ جاتے ہیں۔ وہاں دم نہیں مارتے اگر کوئی بے شرم اور ڈھیٹ ہو کر مشرکانہ اور مبتدعانہ دم مارتا ہے تو اس کو نجدی سپاہی ہنٹر مار کر بھگا دیتا ہے۔"

(صحیفہ اہلحدیث کراچی جمادی الثانی ۹۳ھ صفحہ ۱۱)

الفرقان :۔ بیت اللہ کیا کسی جگہ بھی شرک رہا نہیں۔ مگر

مجاج کو ہنٹر مارنا بھی ناجائز ہے۔ دلیل سے سمجھانا چاہیئے ؛

(۸) جماعت احمدیہ کا تعاقب اور مدیر چٹان

شورش کاشمیری شکست خوردہ حریف کی طرح اقرار کرتے ہوئے بار بار لکھتے ہیں کہ:۔

"اب کوئی مسلمان قادیانی آغوش میں نہیں جا رہا۔
الّا ان معدودے چند بے دین دانشوروں کے
جو زن و زر کے شیفتہ و شیدا ہیں"

اس اپنے خاص انداز کی توہین دانشوران کے ساتھ شورش صاحب نے اعلان کیا ہے کہ

"ان (احمدیوں) کا سیاسی محاسبہ کرنے کے لئے راقم
کو ہر شہر میں ایک تعلیم یافتہ ساتھی کی ضرورت ہے
جو دوست اس مہم میں راقم کا ساتھ دے سکیں یا جو
ان کے پاس وقت ہو وہ مطلع فرمائیں تا کہ ہم اپنے
محاذ کو تشکیل دے کر مستحکم کر سکیں" (چٹان، اگست ۱۹۷۳ء)

الفرقان:۔ جب کوئی مسلمان احمدی ہو ہی نہیں رہا تو شورش صاحب اس سیاسی شورش کے برپا کرنے کے درپے کیوں ہو رہے ہیں؟ معلوم ہوا یہ غلط بیانی ہے۔ پھر مقام حیرت ہے کہ معدودے چند بے دین زن و زر کے شیفتہ و شیدا دانشوروں" کے لئے اُدھر پہلے کوئی کمی نہیں جو ان کے لئے شورش صاحب محاذ کو تشکیل دے کر مستحکم کرنا چاہتے ہیں؟

معاندین حق کے طریق پر بے شک شورش صاحب جماعت احمدیہ کو مٹانے پر ایڑی چوٹی کا زور لگالیں اور جتنے چاہیں محاذ بنالیں۔ مگر اپنے بزرگ مدیر المنبر لائلپور کا یہ سچا بیان پڑھ لیں۔ انہوں نے سترہ برس پیشتر لکھا تھا:۔

"ہمارے بعض واجب الاحترام بزرگوں نے اپنی تمام تر صلاحیتوں سے قادیانیت کا مقابلہ کیا لیکن یہ حقیقت سب کے سامنے ہے کہ قادیانی جماعت پہلے سے زیادہ مستحکم اور وسیع ہوتی گئی۔ مرزا صاحب کے بالمقابل جن لوگوں نے کام کیا ان میں سے اکثر تقویٰ تعلق باللہ، دیانت، خلوص، علم اور اثر کے اعتبار سے پہاڑوں جیسی شخصیتیں رکھتے تھے۔ سید نذیر حسین دہلوی، مولانا انور شاہ صاحب دیوبندی، مولانا قاضی سید سلیمان منصور پوری، مولانا محمد حسین صاحب بٹالوی، مولانا عبدالجبار غزنوی، مولانا ثناء اللہ امرتسری، اور دوسرے اکابر رحمہم اللہ وغفر لہم کے بارے میں ہمارا حسن ظن یہی ہے کہ یہ بزرگ قادیانیت کی مخالفت میں مخلص تھے اور ان کا اثر و رسوخ بھی اتنا زیادہ تھا کہ مسلمانوں میں بہت کم ایسے اشخاص ہوتے ہیں جو ان کے ہم پایہ ہوں۔ اگرچہ یہ الفاظ سننے اور پڑھنے والوں کے لئے تکلیف دہ ہوں گے اور قادیانی اخبار اور رسائل چند دن اپنی تائید میں پیش کر کے خوش ہو رہیں گے۔ لیکن ہم اس کے باوجود اس تلخ نوائی پر مجبور ہیں کہ ان اکابر کی تمام کوششوں کے باوجود قادیانی جماعت میں اضافہ ہوا ہے متحدہ ہندوستان میں قادیانی بڑھتے رہے تقسیم کے بعد اس گروہ نے پاکستان میں نہ صرف پاؤں جمائے بلکہ جہاں ان کی تعداد میں اضافہ ہوا وہاں ان کا یہ حال ہے کہ ایک طرف تو روس اور امریکہ کے

سرکاری سطح پر آنے والے سائنسدان ربوہ آتے ہیں اور دوسری جانب ۱۹۵۳ء کے عظیم ترین ہنگامہ کے باوجود قادیانی جماعت اس کوشش میں ہے کہ اس کا ۵۷-۱۹۵۶ء کا بجٹ پچیس لاکھ روپیہ ہو۔"

(المنبر لائلپور ۳ مئی فروری ۱۹۵۷ء)

(۹) علامہ اقبال کی ...... شناسی

شورش کاشمیری چوہدری افضل حق صاحب کے سلسلہ میں ایک واقعہ بایں الفاظ لکھتے ہیں:-

"چوہدری صاحب نے مجھے ساتھ لیا اور علامہ اقبال کے ہاں گھنٹہ پہلے چلے گئے۔ فرمایا۔ دس منٹ پہلے لوٹ آنا۔ علامہؒ گاؤ تکیہ کی ٹیک لئے بیٹھے تھے۔ حقہ کی نے منہ میں تھی۔ علامہ نے کہا۔ اوئے افضل حق ایہناں خنزیراں نوں ایتھے کیوں بلایا ای؟ (افضل حق ان خنزیروں کو یہاں کیوں بلایا ہے؟) چوہدری صاحب بولے "اوہناں خنزیراں نے مینوں ایتھے بلایا اے" (ڈاکٹر صاحب ان خنزیروں نے مجھے یہاں بلایا ہے) "تے ایہہ کوئی سوراں دا باڑا اے؟" (ڈاکٹر صاحب نے کہا۔ یہ کوئی سؤروں کا بھٹ ہے) چودھری صاحب مسکرا دیئے۔ قدرے توقف کیا۔ پھر میری طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ ڈاکٹر صاحب یہ شورش کاشمیری ہے۔ "رکھوتے گل نالہ دل دُود چراغ محفل"

(از شورش کاشمیری صفحہ ۱۷، ۲۷، طبع اوّل ۱۹۷۲ء مطبع چٹان پرنٹنگ پریس۔ لاہور)

الفرقان:- اپنے ساتھیوں کے متعلق علامہ صاحب کے الفاظ بڑے معنی خیز ہیں۔

(۱۰) مولوی عبدالستار خان نیازی کا قول و عمل

(الف) "اگر فقہی یا اعتقادی اختلافات کی بنیاد پر ایک فرقہ دوسرے فرقہ کی اقتداء میں نماز ادا کرنے سے اجتناب کرے تو اس سے جز بز نہ ہونا چاہیئے۔ بلکہ وسعت قلبی کا مظاہرہ کرنا چاہیئے۔"

(ب) "دیوبندی مولوی کی اقتداء میں نماز کی حیثیت وقتی اور اضطراری تھی۔ میں نے فتویٰ کی بجائے تقویٰ پر عمل کرتے ہوئے نماز کا اعادہ کیا۔"

(نوائے وقت لاہور ۲ جون ۱۹۷۳ء)

الفرقان:- ہر دو بیان قارئین کے سامنے ہیں ہم انہیں محفوظ کرنے کی غرض سے بلاتبصرہ شائع کر رہے ہیں۔

(۱۱) "ہم سب صرف نام کے مسلمان ہیں"۔

مولوی عبدالحلیم صاحب قاسمی لکھتے ہیں کہ:-

"تبلیغ دین کا کام اگرچہ ہر دور میں مشکل رہا ہے مگر آج ہم جس دور سے گزر رہے ہیں۔ اس میں تبلیغ دین کا کام دشوار تر ہو گیا ہے۔ ملال یہ ہے کہ لوگوں کے قلوب سے احساس اُٹھ گیا ہے۔ ہم سب صرف نام کے مسلمان ہیں۔ ہماری عملی زندگی اس سے یکسر عاری ہوتی جا رہی ہے۔" (چٹان، ۱۰ اکتوبر ۱۹۶۶ء صفحہ ۱)

الفرقان:- اس اقتباس کی رُو سے تبلیغ دین کی توفیق جس جماعت کو مل رہی ہے کیا یہ عمل اسکے مسلمان ہونے پر عملی گواہ نہیں ہے؟

فی مدح سیّد الانبیاء محمّد صلّی اللہ علیہ وسلّم

یا عین فیض الله و العرفان … یسعی الیك الخلق كالظمآن

یا بحر فضل المنعم المنا ن … تهوی الیك الزمر با لكیزان

یاشمس ملك الحسن و الاحسان … نورت وجه البر والعمران

قوم رأوك وأمة قد أخبرت … من ذلك البدر الذی أصبانی

یامن غدا فی نوره وضیا ئه … كالنیرین و نور الملوان

یا بدرنا یا أیة الرحمان … أهدی الهداة وأشجع الشجعان

انی أری فی وجهك المتهلل … شأنًا یفوق شما ئل الانسان

أحییت أموات القرون بجلوة … ماذا یماثلك بهذا الشان

فطلعت یا شمس الهدی نصحالهم … لتضیئهم من وجهك النورانی

یا للفتی ماحسنة وجماله … ریاه یصبی القلب كالریحان

وجه المهیمن ظاهر فی وجهه … وشئونه لمعت بهذا الشان

فلذا یحب ویستحق جماله … شغفا به من زمرة الأخدان

سجح كریم باذل خل التقی … خرق وفاق طوائف الفتیان

فاق الوری بكماله وجماله … وجلاله و جنانه الریان

تمت علیه صفات كل مزیة … ختمت به نعماء كل زمان

والله ان محمّداكردافة … وبه الوصول بسدة السلطان

هو فخر كل مطهر و مقدس … وبه یباهی العسكر الروحانی

هوخیر كل مقرب متقدم … والفضل بالخیرات لابزمان

هوجنة إنی أری اثماره … وقطوفه قد ذللت لجنانی

ألفیته بحر الحقائق والهدی … ورأیته كالدر فی اللمعان

یارب صل علی نبیك دائما … فی هذه الدنیا وبعث ثان

لله درك یا إمام العالم … انت السبوق وسید الشجعان

أنظر الیّ برحمة وتحنن … یا سیدی أنا احقر الغلمان

یاحب انّك قد دخلت محبة … فی مهجتی ومداركی وجنانی

من ذكر وجهك یاحدیقة بهجتی … لم اخل فی لحظ ولا فی آن

جسمی یطیر الیك من شوق علا … یالیت كانت قوة الطیران

(آئینہ کمالات اسلام من تصانیف حضرۃ مؤسس الجماعۃ الاحمدیۃ صفحہ ۵۹۰-۵۹۴)

مَنۡطِقُ الطَّیۡر

حضرت المصلح الموعود رضی اللہ عنہ کے علم کلام کی روشنی میں

(از قلم جناب شیخ عبد القادر صاحب مُحقّق - لاہور)

(۱) سورۂ ”صٓ“ میں وارد ہوا :-

اِنَّا سَخَّرۡنَا الۡجِبَالَ مَعَہٗ یُسَبِّحۡنَ بِالۡعَشِیِّ وَالۡاِشۡرَاقِ - وَالطَّیۡرَ مَحۡشُوۡرَۃً ؕ کُلٌّ لَّہٗۤ اَوَّابٌ - (آیت ۱۹-۲۰)

حضرت مصلح موعودؓ نے اس کا ترجمہ بایں الفاظ کیا ہے :-

”اور ہم نے پہاڑ کے رہنے والے لوگوں کو اس کے (یعنی حضرت داؤد علیہ السلام کے) تابع کر دیا تھا - اور وہ شام اور صبح تسبیح میں لگے رہتے تھے اور بلند پرواز انسانوں کو بھی جمع کر کے اس کے ساتھ لگا دیا تھا وہ سب کے سب خدا کی طرف جھکنے والے تھے۔“

ترجمہ کی خوبی یہ ہے کہ چونکہ ”طیر محشورہ“ کو اوّاب کہا گیا جو کہ ذی شعور کے لئے آتا ہے - اس لئے مراد بلند پرواز انسانوں کے اجتماعات ہیں -

مفردات میں ہے :-

”رجوع کا لفظ عام ہے - جبکہ اوب، ذی ارادہ، جاندار کے لئے ہے - اوّاب کے معنے ہیں ترک معاصی اور فعل الطاعات سے اللہ تعالیٰ کی طرف لوٹنے والا“

طیر محشورہ کو اوّاب کہکر یہ امر واضح کر دیا کہ یہ ایک اعلیٰ درجہ کی تشبیہ ہے - روحانی انسانوں اور آسمانی موسیناؤں کو طیر کہا گیا - حضرت سلیمان علیہ السلام انعامات خداوند کے ذیل میں منطق الطیر کا خصوصی ذکر فرماتے ہیں -

یٰۤاَیُّھَا النَّاسُ عُلِّمۡنَا مَنۡطِقَ الطَّیۡرِ وَاُوۡتِیۡنَا مِنۡ کُلِّ شَیۡءٍ ؕ اِنَّ ھٰذَا لَھُوَ الۡفَضۡلُ الۡمُبِیۡنُ (النمل ۱۷)

ترجمہ - اور سلیمان داؤد کا وارث بنا - اور اس نے کہا اے لوگو! ہمیں (یعنی داؤد و آلِ داؤد کو) پرندوں کی زبان سکھائی گئی ہے اور ہر ضروری چیز (اس روحانی نعمت کے علاوہ) ہم کو دی گئی ہے - یہ کھلا کھلا فضل ہے -

اس کی تفسیر میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”طیر کے معنے آسمانی پرواز کرنے والے لوگوں (یعنی برگزیدہ لوگوں) کے ہوتے ہیں - (یہی) معنے اس جگہ پرندوں کے ہیں“

حدیث میں ہے کہ مومنوں کی ارواح جنت میں سبز رنگ کے پرندوں کی صورت میں متمثل ہوں گی - ظاہر ہے کہ تشبیہاً پرندوں سے مراد مومن ہیں -

(۲)

اب یہاں سوال پیدا ہوتا ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام کے طیر محشورہ کون لوگ تھے ؟ آلِ داؤد کو پرندوں کی بولی

سکھائی گئی۔ حضرت سلیمانؑ کی فوج میں الطّیر تھے۔ ان سے کیا اور کون لوگ مراد ہیں؟

بائیبل میں لکھا ہے:۔

"جب داؤد بوڑھا ہوا۔ تو اس نے اپنے بیٹے سلیمانؑ کو اسرائیل پر بادشاہ مقرر کیا۔ اور اس نے اسرائیل کے سب سرداروں اور کاہنوں اور لاویوں (احبار) کو جمع کیا۔ اور لاوی جو تیس برس کے یا اس سے زیادہ عمر کے تھے۔ گنے گئے تو ان کی تعداد اُن کے گھرانوں کے مطابق اڑتیس ۳۸ ہزار مرد تھی۔ ان میں سے چوبیس ہزار خداوند کے گھر کی خدمت کے لئے مقرر ہوئے اور چھ ہزار حاکم اور قاضی اور چار ہزار دربان اور چار ہزار خداوند کی حمد کرنے والے، ان سازوں پر جو حمد کرنے کے لئے بنائے گئے تھے مقرر ہوئے۔" (تواریخ اوّل ۲۳ باب)

اسی باب میں لکھا ہے کہ بیس برس تک کے لاویوں کے سپرد ہیکل کی خدمات کی گئیں۔ لکھا ہے:۔

"داؤد کے آخری کلام کے مطابق بنی لاوی بیس برس کی عمر سے لیکر اور اس سے زیادہ شمار کئے گئے اور وہ بنی ہارون کے ماتحت خداوند کے گھر کی خدمت کے لئے اور سب مقدس چیزوں کے پاک کرنے کے لئے اور خداوند کے گھر میں خدمت کا کام کرنے کے لئے کھڑے ہوتے تھے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ تاکہ ہر صبح کو خداوند کی حمد و ثنا کے لئے اور ایسا ہی شام کو کھڑے ہوں ۔ ۔ ۔ ۔ اور اپنے بھائیوں بنی ہارون کی اطاعت میں خدا کے گھر کی خدمت کریں۔"

ظاہر ہے کہ حضرت داؤد و سلیمان علیہما السلام نے بنی اسرائیل یعنی لاویوں کو اہم مناصب تفویض کئے تھے انہی میں سے حاکم، قاضی اور خدا تعالیٰ کے گھر کے خادم مقرر ہوئے۔ وہ اُمّہ بیجز کاہنوں کے ماتحت سرگرم عمل تھے۔

احبار بنی اسرائیل کی اس فوج ظفر موج کو طیر و طیور کہا گیا پھر یہی سلیمانی طیور تھے جو کہ نظام سلطنت چلانے والے تھے۔

تاریخ میں لکھا ہے:۔

"داؤد کے ماتحت عبرانی قوم نے بہت ترقی کی چنانچہ وہ ایک کمزور سی ریاست سے جسے آس پاس کا ہر ایک زیر کرنا چاہتا تھا۔ اوّل درجہ کی زبردست طاقت بن گئی۔ اس نے لاویوں (احبار) کے بہت سے حصّہ کو ملک میں پھیلا دیا۔ اور ان سے حاکم اور قاضی مقرر کئے۔" (تواریخ بائیبل از ولیم جی بلیکی اردو ترجمہ صفحہ ۲۴۸)

(۳)

یہ عجیب بات ہے کہ زبور میں ہیکل سے وابستہ لوگوں کو پرندوں سے تشبیہ دی گئی۔ لکھا ہے:۔

"اے ربّ الافواج! تیرے مسکن کیا ہی دلکش ہیں۔ جہاں چڑیا کو بھی ٹھکانا ملتا ہے اور ابابیل کو گھونسلا جہاں اپنے بچّوں کو رکھے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اے خداوند! مبارک ہیں وہ جو تیرے گھر میں رہتے ہیں۔ وہ ہمیشہ تیری ستائش کرتے ہیں۔" (زبور ۸۴ / ۳-۵)

یہاں خانہ خدا سے وابستہ صلحاء کو پرندوں سے تشبیہ دی گئی۔

(۴)

آل داؤد نے نظام سلطنت لاویوں یعنی احبار کے سپرد کر دیا یہ صلحاء کا گروہ تھا۔

"لاوی" کا مادہ "لوی" ہے معنے ہیں جھکنا، مائل ہونا، چمٹنا۔ لِوَاء (ہوا میں بل کھاتا ہوا) جھنڈا۔ لَوّاء ایک قسم کا پرندہ۔ عبرانی میں "لاوی" کے معنے چمٹنے اور مائل ہو جانے کے ہیں۔ یہ پرندے کی صفات ہیں۔ "لاوی" آلِ ابراہیم کے وہ طیور ہیں۔ جن کے متعلق فَصُرْهُنَّ إِلَيْكَ آیا ہے

تورات میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ایک کشف کا ذکر ہے جس میں خدا کی طرف سے حکم ہوا۔

"ایک قمری اور ایک کبوتر کا بچہ میرے واسطے لا۔ (پیدائش 15/9)

"قرآن نے اس کشف کو مکمل صورت میں پیش کیا ہے یہاں یہ واضح رہے کہ

قمری اور کبوتری، پاکیزہ انسان کے لئے استعارہ ہے۔

(غزل الغزلات 2/19)

بلند پرواز انسانوں کو تورات و زبور کے محاورہ میں پرندے کہا گیا۔ ضروری حوالے درج ذیل ہیں:۔

۱۔ "جو خداوند کے امید وار ہیں۔ وہ از سرِ نو طاقت پائیں گے۔ وہ "عقابوں" کی طرح پروں سے بلند پرواز ہوں گے"۔ (یسعیاہ 40/31)

۲۔ "وہ تیری زندگی کو اچھی چیزوں سے آسودہ کرتا ہے۔ تو "عقاب" کی مانند از سرِ نو جوان ہوتا ہے"۔ (زبور 103/5)

۳۔ خداوند "کروبی" یعنی (طائر لاہوتی) پر سوار ہو کر اُڑا۔ اس نے ہوا کے بازوؤں پر پرواز کیا"۔ (زبور 18/10)

۴۔ "اپنی "فاختہ" کی جان کو جنگلی جانور کے حوالہ نہ کر" (زبور 74/19)

۵۔ "میری "کبوتری" میری پاکیزہ بے نظیر ہے۔ (غزل الغزلات 6/9)

۶۔ "بنی اسرائیل مصر سے پرندہ کی طرح اور اسور کے ملک سے "کبوتر" کی مانند کانپتے ہوئے آئیں گے" (ہوسیع 11/11)

۷۔ بیت اللہ کی طرف سے لوگ "بادل کی طرح اُڑتے چلے آتے ہیں۔ جیسے "کبوتر" اپنے کابک کی طرف۔

(یسعیاہ 60/8)

ان حوالوں سے ظاہر ہے کہ انبیاء بنی اسرائیل کے محاورہ میں بلند پرواز انسانوں کو "طیور" کہا گیا۔

(۵)

تورات و زبور میں وحی ربانی لانے والے فرشتوں کو پروں اور آنکھوں والے عظیم کروبیوں کی صورت میں پیش کیا گیا۔ ہیکل میں اس نوع کے "طیر لاہوتی" کی تمثال بنائی جاتی انبیاء اور امام یہاں عبادات بجا لاتے اور الہام سے فیضیاب ہوتے۔

تورات میں لکھا ہے۔

"اور یہ ہوا کہ جب موسیٰ خداوند سے ہمکلام ہونے کے لئے حضوری کے خیمہ میں داخل ہوا۔ تو اس نے دونوں کروبیوں (طائر لاہوتی) کے درمیان سے آواز سنی۔ جو اس سے خطاب کرتی تھی۔ تو اس نے اس سے کلام کیا۔ (گنتی 7/89)

کلیم اللہ پر وحی اتری اس کے الفاظ ہیں۔

پس وہاں میں تجھ سے ملونگا ..... اور کروبیوں کے درمیان سے جو صندوق شہادۃ کے اُوپر ہونگے .... میں تجھ سے بات چیت کرونگا۔ (خروج 25/22)

حضرت داؤد علیہ السلام ۔نے اپنے بیٹے سلیمان کو ہیکل میں اس قسم کے کروبیوں کے بنانے کی وصیت کی۔ ایسے کروبی جو اپنے پر پھیلاتے ہوئے خداوند کے عہد کے صندوق پر سایہ فگن ہوں۔ (تواریخ ۱ 28/18)

ظاہر ہے کہ بنی اسرائیل کے محاورہ میں منطق الطیر سے مراد روح القدس کی بولی ہے۔ چنانچہ مذکورہ حکم کی تعمیل میں حضرت سلیمان علیہ السلام نے ہیکل میں کرّوبیوں کے جوڑے کی عظیم الشان تمثال بنوائی۔ یہ تمثال الہام گاہ میں ایستادہ تھی۔ کرّوبی پر پھیلائے کھڑے تھے۔ یہی نہیں بلکہ آپ نے عبادت گاہ میں جگہ جگہ طائر لاہوتی بنوا دیئے۔

(سلاطین ۱ باب ۶ : ۲۳-۳۵)

مصر کے آثار سے کرّوبیوں کی تصویریں ملی ہیں۔ پرندہ نما انسان یا پھر پروں والے حیوانوں کی صورت میں انہیں دکھایا گیا ہے (دیکھئے بائیبل ڈکشنری زیر لفظ کرّوبی)

ہیکل کے کرّوبی پرندہ نما انسانوں کی صورت میں تھے۔

یہ تمثال منہ بولتی شہادت ہے۔ اس امر کی کہ منطق الطیر سے مراد "طائر لاہوتی" یعنی روح القدس کا نطق ہے۔ اور انسان نما پرندوں سے مراد بلند پرواز انسان ہیں۔

اس پس منظر میں آیئے۔ حضرت سلیمان علیہ السّلام کے اوّلین خطاب پر ایک نظر ڈالیں۔

حضرت داؤد علیہ السلام نے اپنی زندگی کے آخری ایام میں اپنے بیٹے کو اپنا جانشین مقرر فرمایا۔ آپ کی وفات کے بعد سلطنت کا بوجھ جب آپ کے کندھوں پر پڑا۔ اس موقع پر حضرت سلیمانؑ نے اپنی قوم سے خطاب کیا آپ نے فرمایا۔

اے لوگو! ہمیں (یعنی داؤد، آلِ داؤد اور قوم کے صلحاء کو) طائر لاہوتی کی بولی سکھائی گئی (ہماری قوم روح القدس کے نطق سے فیضیاب ہے) اس روحانی نعمت کے علاوہ ہر قسم کی مادی نعمت ہمیں دی گئی۔ یہ کھلا کھلا فضل ہے۔

(۴)

حضرت سلیمان علیہ السلام کے اس علم کلام کا ذکر بائیبل میں بھی ہے۔ حضرت داؤد علیہ السّلام کے بعد جب سلطنت آپ کو ملی تو سب سے اوّل آپ صلحاء بنی اسرائیل کے ہمراہ اس مقدس مقام کی طرف روانہ ہوئے جہاں حضرت موسٰی علیہ السلام کا بنایا ہوا خیمہ اجتماع رکھا تھا۔ وہاں طائر لاہوتی کے پروں کے نیچے آپ نے اور آپ کے ہمراہیوں نے عبادات کیں دعائیں اور تضرعات میں محو ہو گئے قربانیاں دیں۔ اور مناسک ادا کئے اس جگہ یعنی حضوری کے خیمے میں آپ مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ سے فیضیاب ہوئے۔

اور اسی رات خدا سلیمان پر ظاہر ہوا۔ اور اس سے کہا۔ مانگ کہ میں تجھے کیا دوں؟

آپ نے جواباً فرمایا۔

پس اب مجھے حکمت اور معرفت عطا کر۔

"تب خدا نے سلیمان سے کہا . . . . تو نے دولت اور ثروت اور عزت کا سوال نہ کیا . . . بلکہ تو نے اپنے لئے حکمت اور معرفت کا سوال کیا . . . . میں نے تجھ کو حکمت اور معرفت دی ہے اور میں تجھ کو ایسی دولت اور ثروت دوں گا۔ جس کی مانند نہ تجھ سے پہلے کے بادشاہوں میں سے کسی کو عطا ہوئی اور نہ تیرے بعد کسی کی ہو گی۔ تب سلیمان جبعون کے مقام رفیع سے یعنی حضوری کے خیمے کے سامنے سے یروشلم میں آیا اور اسرائیل پر بادشاہی کرنے لگا۔

(اخبار ۲ اوّل باب)

صاف ظاہر ہے کہ منطق الطیر سے مراد روح القدس کا کلام

اور اس کے نتیجہ میں حکمت اور معرفت کا انعام ہے قرآن حکیم نے بتایا کہ حضرت سلیمانؑ نے قوم سے مخاطب بھی فرمایا۔ اور منطق الطیر کے روحانی انعام کے علاوہ مادی نعماء کے ملنے کا بھی ذکر کیا یہ اضافہ بڑا خوبصورت ہے حضرت سلیمان استعارات اور تشبیہات میں بات کرتے تھے یہ خطاب آپ کے علم کلام کے عین مطابق ہے۔ بائیبل نے اس حصہ کا ذکر نہیں کیا۔ قرآن مجید نے حضرت سلیمان کی ایک تاریخی تقریر کا حوالہ دیا ہے۔

(۸)

ان حوالوں سے یہ امر بدیہی طور پر واضح ہو گیا کہ حضرت سلیمانؑ کے محاورہ اور بنی اسرائیل کے روحانی تجربہ میں منطق الطیر ہیکل کے طائر لاہوتی کی بولی کا نام تھا۔ بنی اسرائیل خوب سمجھتے تھے کہ اس سے مراد روح القدس کا نُطق ہے۔

طائر لاہوتی کو تورات میں کرّوبی کہا گیا۔ اس لفظ کے معنے مشتبہ ہیں۔ یہ دراصل قرّوبی ہے یعنی قربِ خدا پانے کا وسیلہ۔ اسی لئے مقرب بندوں کو طیر کہا گیا۔ عبرانی میں فرشتوں کو سیرافیم اور کرّوبیم کہا گیا۔ سرافیم کا مادہ شرف ہے (انسائیکلوپیڈیا مذاہب و اخلاقیات)

اسی طرح کرّوبیم قرب سے ہے اس نام میں مقام قرب کی طرف اشارہ ہے۔ اس تفصیل سے یہ بات بالکل مبرہن ہے کہ بنی اسرائیل منطق الطیر کے محاورہ سے خوب واقف تھے کلیم اللہ کے زمانہ سے خیمہ اجتماع میں پرندوں کی تمثال موجود تھی۔ تین سو سال سے بنی اسرائیل "طائر لاہوتی" کو الہام کی علامت اور وحی خدا کا نشان سمجھتے تھے۔ ان پرندوں کی بولی سے مراد اللہ تعالیٰ کا "مکالمہ مخاطبہ" ہے۔ جو کسی فرد اور قوم کے لئے سب سے بڑی نعمت ہے۔ حضرت داؤد اور حضرت سلیمان علیہما السلام کے زمانہ میں اس نعمت کا پھر سے اجراء ہوا۔ الہام الٰہی کے سوتے پھوٹ پڑے۔ ظاہری اور باطنی نعمتوں کا اتمام ہوا۔

جیسا کہ مستشرقین کا اعتراض ہے۔ قرآن حکیم نے کوئی نئی بات اختراع نہیں کی۔ حضرت سلیمان علیہ السلام اور بنی اسرائیل کے محاوروں میں حقائق کو بہ تفسیر کیا۔ آل داؤد نے خدا کے گھر کے نظام کو ایک مربوط صورت دے کر قوم کی تربیت کے لئے ہزاروں صلحاء بنی اسرائیل کا انتخاب کیا جگہ جگہ طائر لاہوتی بنائے گئے۔ وہ از سر نو الہام کا مہبط بن گئے۔

اس پس منظر میں طیر محشورہ اور منطق الطیر کی حقیقت بالکل واضح ہے۔

کلام الامام امام الکلام

سورۃ النمل کی تفسیر میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:-

"طیر سے مراد جسمانی پرندے نہیں بلکہ وہ لوگ مراد ہیں جو خدا تعالیٰ کی طرف پرواز کرنے والے ہیں۔۔۔ عالم روحانی کی فضاؤں میں پرواز کرنے والے کو اس لئے بھی پرندہ کہا جاتا ہے کہ آسمانی علوم اور اسرار غیبیہ جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوتے ہیں۔ وہ سب سے پہلے انہی لوگوں کو الہام یا رؤیا و کشوف کے ذریعہ معلوم ہوتے ہیں۔ جو اوپر پرواز کر رہے ہوں۔ اور انہی آسمانی طیور کو اللہ تعالیٰ سب سے پہلے اپنے فیوض سے متمتع فرماتا ہے۔ پھر وہ لوگ جو ان کی صحبت میں آکر بیٹھتے ہیں وہ بھی اپنے اخلاص

اور درجہ کے مطابق ان فیوض سے مستفیض ہوتے چلے جاتے ہیں۔

غرض طیر کے اس مفہوم کو مدنظر رکھتے ہوئے عُلِّمْنَا مَنْطِقَ الطَّیْرِ کے یہ معنے ہیں کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے لوگوں سے کہا کہ اے لوگو! مجھے بھی وہ بولی سکھائی گئی ہے جو بلندی کی طرف پرواز کرنے والے لوگوں کو سکھائی جاتی ہے۔ یعنی نبیوں کے معارف اور حقائق۔"

(تفسیر کبیر النمل ص۲۴۲)

"تاریخ تکفیر" نامی کتاب کی تالیف کی تمنّا

جناب مولوی عبدالماجد صاحب دریابادی مدیر "صدق جدید" لکھنؤ بعض مسلمان علماء کے فتاوئ تکفیر سے کس قدر دل برداشتہ ہیں اس کا اندازہ ان کے مندرجہ ذیل شذرہ سے ہو سکتا ہے۔ لکھتے ہیں:۔

"دو کتابیں بڑا جی چاہتا ہے کہ جیتے جی اپنے قلم سے لکھ ڈالوں۔ ایک کا عنوان ان میں سے "تاریخ تکفیر" ہو یعنی اُمّت میں فلاں فرقہ یا فلاں فرد کو کافر اور خارج از اُمّت قرار دینے کا دستور کب پڑا اور اب تک کتنوں کی تکفیر کن کن اسباب کی بناء پر کن کن کے قلم سے ہوئی ہے۔ اس میں تکفیر کی صحت و غلطی سے مطلق بحث نہ ہو۔ بحث نفس واقعہ تکفیر سے ہو، غلط یا صحیح، جا یا بیجا، بہرحال کن دلائل کی بناء پر دوسروں کو کافر ٹھہرایا گیا۔ اس کی ابتداء دورِ صحابہؓ ہی سے کرنا ہوگی۔ فرقہ خوارج نے بعض اکابر صحابہؓ ہی کو کافر بنا دیا تھا۔ اور جب تنا سے یہ رسم جاری ہو گئی۔ کتاب میں کالم صرف تین ہوں:۔

فرقہ یا فرد کا نام۔ اسباب یا دلائل۔ تکفیر کرنے والے کون کون؟

دلائل کی اصابت وغیر اصابت کی بحث اگر شروع ہو گئی تو کتاب مناظرہ کی بن جائے گی۔ کتاب کو صرف تاریخی ہی رکھنا مقصود ہے کتاب تیار ہونے پر بڑی کارآمد پُر معلومات اور بڑی ہی عبرت انگیز ہو گی۔

دوسری کتاب بھی تاریخی یا سوانحی قسم کی ہے۔ صحابہ کرام میں حضرت علیؓ کے شایانِ شان کتاب کوئی اُردو میں نہیں لکھی گئی ہے۔ نہ عربی سے ترجمہ ہو کر آئی ہے۔ شایانِ شان سے مراد ایسی کتاب ہے۔ جیسی حضرت عمرؓ کے لئے الفاروق یا کم سے کم جیسی حضرت ابو بکرؓ کے لئے صدیق اکبرؓ۔ اور یہ ایک بڑا قرض اُمّت پر ابھی تک باقی چلا آ رہا ہے۔ قرض المرتضیٰ ہی کی صورت میں ادا ہو سکتا ہے۔"

(صدق جدید ۱۸ رمئی ۱۹۷۳ء)

نٓ وَالْقَلَمِ وَمَا يَسْطُرُوْنَ ۝ مَآ اَنْتَ بِنِعْمَةِ رَبِّكَ بِمَجْنُوْنٍ ۝ وَاِنَّ لَكَ لَاَجْرًا غَيْرَ مَمْنُوْنٍ - القلم ع ۱)

مندرجہ بالا آیات سے جن کا ذکر بطور نمونہ کیا گیا ہے۔ ضمنی اور التزامی رنگ میں علم تاریخ کی ضرورت وافادیت پر بھی تیز روشنی پڑتی ہے۔

(۲) احادیث اور علم تاریخ

قرآنِ ناطق حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ جس نے کسی مومن کا تذکرہ لکھا گویا اس نے اسے زندہ کر دیا۔ اور جس نے کسی کا تذکرہ پڑھا گویا اس کی زیارت کی۔ اور جس نے تذکروں کو زندہ کیا۔ گویا اس نے تمام انسانوں کو زندگی بخشی۔ ایک اور روایت میں ہے کہ جس نے ایک گروہ کی تاریخ لکھی تو توقع یہ ہے کہ اس گروہ میں سے جو نیک ہوں گے وہ بدوں کے حق میں شفاعت کریں گے۔ حدیثِ نبویؐ اذکروا محاسن موتاکم وکفوا عن مساویھم (کنوز الحقائق) سے بھی بالواسطہ طور پر تاریخ اور فلسفہ تاریخ کا یہ اصول مستنبط ہوتا ہے کہ اسلاف کی نیکیوں کا ذکر کیا جائے اور ان کے معائب کے بیان سے حتی المقدور اجتناب کیا جائے کیونکہ بالفاظِ مصلح موعودؓ "تاریخی طور پر جب تک آئندہ نسلوں پر یہ اثر نہ ڈالا جائے کہ تمہارے اسلاف کے یہ کارنامے ہیں اور ان کی یہ روایات ہیں۔ اور تمہیں ان روایات کو محفوظ رکھنا ہے۔ اس وقت تک تاریخ کا فائدہ نہیں مرتب ہو سکتا۔"

(الفضل ۷ر جولائی ۱۹۲۲ء صٹ)

(۳) بزرگانِ سلف اور علمِ تاریخ

قرنِ اول کے فقہاء و مجتہدین میں سے حضرت امام شافعی بہت اونچا مرتبہ رکھتے ہیں۔ آپ کا بیان ہے جو تاریخ حفظ کرے گا اس کی عقل ترقی کرے گی۔ اور صلاحیت بڑھے گی۔ مشہور محدث حضرت ابن جوزیؒ نے "شذور العقود فی تاریخ العہود" میں فرمایا ہے کہ تاریخ اور سیرت کے تذکرے قلب کو سکون بخشتے، غم کو دُور کرتے اور عقل کو بیدار کرتے ہیں۔ حضرت ابوالحسن علی ظافر بن حسن الازدیؒ "اخبار الدول الاسلامیہ" میں تحریر فرماتے ہیں کہ تاریخ کے فوائد بے شمار ہیں اس کی خوبیوں کی کوئی حد نہیں، اس کا مطالعہ کرنے والے کے حصے میں، اگر ایک طرف آنسو ہوتے ہیں جو عبرت سے بہتے ہیں، تو دوسری طرف فرحت، جو نیک انجام کا ثمرہ ہے۔

حضرت ابواسحٰق ابراہیم بن عبداللہؒ جیسے نامور فقیہ اور قاضی یہ نظریہ رکھتے تھے کہ تاریخ کا علم ان تمام علوم شرعیہ کا گویا سرپوش ہے جن پر ہمارا مدار ہے۔

ایک بزرگ حضرت ابوالعباس احمد بن علی المیورقیؒ "اعمال الاحتمال" میں یہاں تک فرماتے ہیں کہ جو شخص للّٰہی محبت کے ساتھ کسی ولی اللہ کا ذکر تاریخ میں کرتا ہے وہ محشر میں اس بزرگ کا ہم درجہ ہوگا۔ اور جو کسی ولی اللہ کے حالات محبت کی نظر سے مطالعہ کرتا ہے۔ تو گویا اس نے اس مردِ خدا کی زیارت کر لی۔

مندرجہ بالا احادیث و اقوال حضرت علامہ شمس الدین محمد بن عبدالرحمٰن السخاویؒ (ولادت ۸۳۱ھ وفات ۹۰۲ھ) نے اپنی کتاب "اَلْاِعْلَان بالتوبیخ" میں درج کی ہیں۔

علمِ تاریخ کی افادیت
اسلامی لٹریچر کی روشنی میں

(از قلم محترم مولوی دوست محمد صاحب شاہد)

(۱) قرآن مجید اور علم تاریخ

قرآن عظیم نے جو ہر قسم کے حقائق و معارف سے لبریز اور تمام سچے علوم کا منبع اور سرچشمہ ہے، اُمّتِ مُسلمہ کو علم تاریخ کی طرف خاص توجہ دلائی ہے چنانچہ فرماتا ہے۔ ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْقُرٰى نَقُصُّهٗ عَلَيْكَ مِنْهَا قَآئِمٌ وَّ حَصِيْدٌ (ہود ع ۹) یعنی ہم نے اس کتاب میں تیرے پاس پچھلی قوموں کے جو حالات بیان کئے ہیں ان میں سے بعض کے آثار قدیمہ اب تک موجود ہیں مگر بعض کے نشانات تک معدوم ہو چکے ہیں۔ مؤرخین کے نزدیک تاریخیں بلحاظ زمانہ دو قسم کی ہیں۔ ایک تاریخ ہسٹارک (HISTORIC) کہلاتی ہے اور ایک پری ہسٹارک (PRE HISTORIC) یعنی زمانہ تاریخ سے پہلے کی تاریخ۔ یہی حقیقت قرآن کریم کی اس آیت میں بیان ہوئی ہے۔

علم تاریخ کی ایک شاخ زمانہ تاریخ سے بھی پہلے اور قدیم ترین دور سے تعلق رکھتی ہے جو علم بدءِ عالم سے موسوم ہوتی ہے اور اصطلاحاً علم الانسان (ETHNOLOGY) کہلاتی ہے۔ قرآن حکیم نے اس شاخ کی طرف بھی اشارہ کیا ہے اور کھلے الفاظ میں ہدایت فرمائی ہے کہ قُلْ سِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ بَدَاَ الْخَلْقَ (عنکبوت ع ۲) فرماتا ہے۔ اگر تم کو تخلیق عالم کا کھوج لگانا ہے تو تمہیں دنیا کے تمام ممالک میں پھرنا پڑے گا۔

انسان فطرتاً چاہتا ہے کہ اس کا ذکر رہتی دنیا تک قائم رہے اور آنے والی نسلیں اس کا نام عزت و احترام کے ساتھ یاد رکھیں حتیٰ کہ ابو الانبیاء سیدنا حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسّلام نے ربِّ جلیل کے حضور التجائے خاص کی۔ وَاجْعَلْ لِّيْ لِسَانَ صِدْقٍ فِي الْاٰخِرِيْنَ (الشعراء ع ۵) الٰہی! مجھے بعد میں آنے والے لوگوں میں ہمیشہ قائم رہنے والی تعریف بخش دے۔ اسی طرح حضرت سیدنا نوح، حضرت سیدنا ابراہیم، حضرت سیدنا موسیٰ، حضرت سیدنا ہارون اور حضرت سیدنا الیاس علیہم السلام کا نام لے کر آتا ہے کہ ہم نے ان کا ذکر خیر بعد میں آنے والی قوموں میں جاری کر دیا (سورۃ صافات) خود سرورِ دو عالم فخرِ دو عالم خاتم الانبیاء محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو قبل از وقت جناب الٰہی سے یہ بشارت عطا ہوئی کہ وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ (الانشراح) یعنی ہم نے (یا رسول اللہ) تیرا ذکر ارض و سما میں بلند کر دیا ہے۔ چنانچہ یہ واقعہ ہے کہ پیشوایانِ مذاہب میں سے آپ ہی وہ برگزیدہ اور خدا نما ہستی ہیں جن کی سیرت و سوانح اور شمائل پر وقائع نگاروں نے سب سے زیادہ توجہ دی ہے۔

(۴) قدیم وجدید مؤرخینِ اسلام

اسلام کی برکت سے علمِ تاریخ کو ایک مستقل اور جداگانہ فن کی حیثیت حاصل ہوئی۔ اور حضرت عبدالملک بن ہشامؒ (متوفی ۲۱۳ھ) حضرت محمد بن سعدؒ (متوفی ۲۳۰ھ) حضرت ابوجعفر محمد بن جریر طبریؒ (متوفی ۳۱۰ھ) حضرت عبداللہ بن مسلم بن قتیبہؒ (متوفی ۲۷۶ھ) حضرت ابوجعفر احمد بن یحییٰ بن جابر البلاذریؒ (متوفی ۲۷۹ھ) حضرت ابوالحسن علی بن حسین مسعودیؒ (متوفی ۳۴۶ھ) حضرت ابوالولید محمد بن عبدالکریم ازرقیؒ (متوفی ۲۲۳ھ) اور حضرت ابومحمد حسن بن احمد بن یعقوب الیمانی المعروف بابن حائکؒ (متوفی ۳۳۴ھ) جیسے بلند پایہ، ثقہ وسیع المعلومات اور محتاط مؤرخین نے علمی دنیا میں اپنی تحقیق وتفحص سے دھوم مچا دی۔ مؤرخینِ اسلام میں سے حضرت علامہ محمد بن خلدونؒ (ولادت ۷۳۲ھ وفات ۸۰۸ھ) بین الاقوامی شہرت کے حامل انسان ہیں۔ آپ ہی اسلام کے وہ مایۂ ناز فرزند ہیں جنہوں نے مقدمہ تاریخ لکھکر فلسفہ تاریخ کی بنیاد رکھی۔ اور علمی دنیا میں انقلاب عظیم برپا کر ڈالا۔ آپ نے جزوی واقعات سے نتائج کلیہ نکالے، قوموں کے اسبابِ عروج وزوال پر محققانہ بحث کی اور مستقبل کے وقائع نگاروں کو تاریخ کے صحیح استعمال کا طریق بتایا۔ یورپ کی تاریخ نویسی کا جدید طرزِ تحریر دراصل حضرت علامہ ابنِ خلدونؒ کے پیش کردہ فلسفۂ تاریخ ہی کا رہینِ منت ہے۔ (بحوالہ یورپ پر اسلام کے احسان از ڈاکٹر غلام جیلانی صاحب برق)

قوموں کے سیاسی، علمی، مذہبی، قومی اور جنگی واقعات کو آئندہ نسلوں کی راہنمائی اور عبرت وبصیرت کے لئے محفوظ کرنا علمِ تاریخ کا اصل موضوع ہے اور مسلمان مؤرخین نے اس موضوع کا حق ادا کر دیا ہے۔ چنانچہ حضرت علامہ شمس الدین محمد ابن قیم جوزیہؒ کی "زاد المعاد" حضرت غیاث الدین محمد بن حمید الدین خوندہ میرؒ کی "روضۃ الصفا کامل" حضرت شمس الدین ابن خلکانؒ کی "وفیات الاعیان" حضرت محمد قاسم فرشتہؒ کی "تاریخ فرشتہ" حضرت علی بن برہان الدین حلبیؒ کی "انسان العیون فی سیرۃ الامین المامون"۔ حضرت شیخ نورالدین علی بن احمد سمہودیؒ کی "خلاصۃ الوفا فی اخبار دار المصطفیٰ"۔ حضرت قاضی حسین بن محمد دیار بکریؒ کی "تاریخ الخمیس" حضرت ابوعبداللہ یاقوت حمویؒ کی "معجم البلدان" وغیرہ بیسیوں تواریخ اس حقیقت پر شاہد ناطق ہیں۔ مشہور فرانسیسی محقق ڈاکٹر گستاؤلی بان (G. LE BON) نے اپنی کتاب "تمدنِ عرب" (CIVILIZATION DES ARABES) میں مورخینِ اسلام میں سے مسعودیؒ، ابوالفرجؒ، مقریزیؒ اور ابوالفداءؒ کا خاص طور پر ذکر کیا ہے اور ان کے تحقیقی اور علمی کارہائے نمایاں کو سراہا ہے۔ نیز اعتراف کیا ہے کہ اگر تاریخ میں سے عربوں کا نام نکال دیا جاتا تو یورپ کی علمی نشأۃ ثانیہ کئی سو سال پیچھے ہٹ جاتی۔ ایک اور مغربی مفکر بریفالٹ لکھتے ہیں کہ جس روشنی سے چراغِ تہذیب پھر روشن ہوا وہ رومی و یونانی ثقافت کے ان شراروں سے نہیں نکلی تھی جو یورپ کے کھنڈروں میں سلگ رہے تھے بلکہ اسے عرب اپنے ساتھ لائے تھے۔

متأخرین میں سے الشیخ محمد خضریؒ پروفیسر تاریخ اسلامی

جامعہ مصری ازہر کی کتاب "محاضرات تاریخ الامم الاسلامیہ" ایک اہم کتاب ہے۔ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ

"خضری تاریخ میں بہت اعلیٰ درجہ کا انسان ہے جیسا کہ حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا ہے کہ میں اور مسیح ایک جوہر کے دو ٹکڑے ہیں۔ اسی طرح ایسا معلوم ہوتا ہے کہ میرا اور خضری کا دماغ دونوں ایک ہیں۔"

(الفضل ۱۷ر جولائی ۱۹۳۲ء ص)

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے مبارک دور کی تاریخ لکھنے والوں میں حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ کا مقام بہت بلند ہے۔ حضرت مصلح موعودؓ نے آپ کی تصنیف "سیرت خاتم النبیینؐ" پر یہ بیش قیمت رائے دی کہ

"میں سمجھتا ہوں رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی جتنی سیرتیں شائع ہو چکی ہیں ان میں سے یہ بہترین کتاب ہے۔ اس تصنیف میں ان علوم کا بھی پرتو ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ حاصل ہوئے اس کے ذریعے انشاء اللہ اسلام کی تبلیغ میں بہت آسانی پیدا ہو جائے گی۔"

غیر از جماعت علمی شخصیتوں میں سے مولانا سید سلیمان ندوی، شاعر مشرق ڈاکٹر سر شیخ محمد اقبال۔ سر محمد شفیع بیرسٹر ایٹ لاء، نواب اکبر یار جنگ بہادر جج ہائی کورٹ حیدر آباد دکن نے اور رسائل و اخبارات جیسے "المعارف" (اعظم گڑھ یو۔ پی) آگرہ اخبار (آگرہ) اور سول اینڈ ملٹری گزٹ (لاہور) نے اس تالیف پر شاندار تبصرے کئے۔

(۵) حضرت بانیٔ جماعت احمدیہ علیہ السلام اور علم تاریخ

قرآن و حدیث اور اکابر امت کے ارشادات اور قدیم و جدید مسلم مؤرخین کا بطور مثال تذکرہ کرنے کے بعد اب میں مختصراً بتاتا ہوں کہ بانی جماعت احمدیہ علیہ السلام اور آپ کے مقدس خلفاء نے بھی علم تاریخ کی ضرورت و افادیت پر کتنی واضح روشنی ڈالی ہے۔ اس تعلق میں سب سے پہلے میں حضرت بانی جماعت احمدیہ کی مقدس تحریرات پیش کرتا ہوں۔ آپ ارشاد فرماتے ہیں:-

۱۔ "بسا اوقات علم تاریخ سے دینی مباحث کو بہت کچھ مدد ملتی ہے۔ مثلاً ہمارے سید و مولا نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی بہت سی ایسی پیشگوئیاں ہیں جن کا ذکر بخاری و مسلم وغیرہ کتب حدیث میں آ چکا ہے اور پھر وہ ان کتابوں کے شائع ہونے سے صدہا برس بعد وقوع میں آ گئی ہیں۔ اور اس زمانے کے تاریخ نویسوں نے اپنی کتابوں میں ان پیشگوئیوں کا پورا ہونا بیان کر دیا ہے۔ پس جو شخص اس تاریخی سلسلہ سے بے خبر ہوگا وہ کیونکر ایسی پیشگوئیاں جن کا خدا کی طرف سے ہونا ثابت ہو چکا ہے اپنی کتاب میں بیان کر سکتا ہے۔" (البلاغ ص)

۲۔ "صحیح تاریخ ایک عمدہ معلم ہے اس سے پتہ لگتا ہے کہ ہر نبی کے معجزات اس رنگ کے ہوتے ہیں جس کا چرچا اور زور اس کے وقت میں ہو۔"
(الحکم ۲۴ر اپریل ۱۹۰۳ء ص)

سوم: اگر قومی تاریخ اور تواتر بھی ردّ کرنے کے قابل ہے۔ تو پھر بڑے بڑے عظیم الشان بادشاہوں کے وجود پر کیا دلیل ہوگی؟ یقیناً کوئی نہیں اس سے معلوم ہوا کہ قومی تواتر اور تاریخ کو ہم کبھی نہیں چھوڑ سکتے۔" (الحکم ۱۰ر ستمبر ۱۹۰۵ء)

(۲) حضرت خلیفہ اوّل رضی اللہ عنہ اور علم تاریخ

حاجی الحرمین الشریفین حضرت علّامہ مولانا نور دین بھیروی خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ نے تاریخ کی اہمیت ایک مختصر سے فقرہ میں کس خوبی سے بیان فرما دی ہے۔ فرماتے ہیں:-

"جب کسی قوم کو اپنی تاریخ بھول جاتی ہے تو غیرت اُٹھ جاتی ہے۔"

(اخبار "بدر" قادیان ۱۴ر نومبر ۱۹۱۲ء)

جیسا کہ حضرت مسیح موعود و مہدی مسعود علیہ السلام نے "آئینہ کمالات اسلام"۔ "فتح اسلام"۔ "سرّ الخلافہ"۔ "حمامة البشریٰ"۔ اور "ضرورت الامام" میں تحریر فرمایا ہے۔ حضرت مولانا نورالدین اس دور کے بے مثال عالم عبقری زمان، علّامہ دوران، عارف علوم الحکم والدین اور جلیل القدر اور جلیل الشان فاضل تھے۔ آپ نے ہر ایک فن کی کتابیں بلاد مصر و عرب و شام و یورپ سے منگوا کر ایک نادر کتبخانہ تیار کیا۔ اس عظیم الشان کتب خانے میں ۲۰ و ۳۰ ہزار کتابیں تھیں[1] جن میں تاریخ کی کتابوں کا ایک بیش بہا ذخیرہ بھی موجود تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی کتاب "فریاد درد" کے آخر میں اس کی فہرست دی ہے۔ جو درج ذیل کی جاتی ہے۔

"تاریخ طبری کلاں ۱۴ مجلد۔ تاریخ ابن خلدون، مجلد۔ تاریخ کامل ابن اثیر ۱۲ مجلد۔ اخبار الدول قرمانی۔ اخبار الاوائل محمد بن شحنہ۔ تاریخ ابو نصر عتبی۔ نفح الطیب تاریخ علماء اندلس۔ مروج الذہب مسعودی۔ اثار الادہار ۲ مجلد عجائب الآثار جبرتی۔ خلاصۃ الاثر فی اعیان حادی عشر۔ فہرست ابن ندیم۔ مفاتیح العلوم۔ الآثار الباقیہ بیرونی۔ تقدیم البلدان عماد الدین۔ مراصد الاطلاع۔ مسالک الممالک الفتح القسی۔ نزہۃ المشتاق۔ مواہب لدنیہ۔ زرقانی شرح مواہب۔ زاد المعاد۔ سیرۃ ابن ہشام۔ شفا۔ شرح شفا لعلی قاری۔ سیرت محمدیہ او جز السیر۔ قرۃ العیون۔ سرور المحزون۔ مدارج النبوّۃ۔ معارج النبوۃ۔ سیرۃ حلبیہ۔ سیرۃ دحلان ملخص التواریخ۔ سیرۃ محمدیہ حیرت۔ تنقید الکلام۔ بدائع الزہور۔ تحفۃ الاحباب۔ تاریخ الخلفاء سیوطی۔ تاریخ الخلفاء۔ اصابہ فی معرفۃ الصحابہ۔ اسد الغابہ۔ میزان الاعتدال۔ ابن خلکان۔ تذکرۃ الحفاظ۔ لسان المیزان۔ خلاصہ اسماء الرجال۔ تقریب التہذیب۔ خلاصہ تاریخ العرب۔ تاریخ عرب سیدیو۔ تاریخ مصر و یونان۔ تاریخ کلیسیا۔ دینی و دنیوی تاریخ مسیحی کلیسیا۔ تاریخ یونان۔ تاریخ چین۔ تاریخ افغانستان۔ تاریخ کشمیر۔ گلدستہ کشمیر۔ تاریخ پنجاب۔ تاریخ ہندوستان الفنسٹن۔ تاریخ ہند ذکاء اللہ۔ ایضاً جدید۔ وقائع راجپوتانہ۔ تاریخ غوری و خلجی۔ عجائب المقدور تاریخ مکہ۔ رحلہ بیرم۔ صفوۃ الاعتبار۔ رحلہ ابن بطوطہ مجلد

---

[1] ان کتابوں کا ایک کثیر حصہ قادیان میں اور کچھ حصہ خلافت لائبریری ربوہ میں محفوظ ہے اور محققین اور فضلاء کی ریسرچ کے لئے بنیادی ماخذ کا کام دے رہا ہے۔

رحلۃ الصدیق - رحلۃ الوسی - رحلۃ احمد فارس - رحلۃ شبلی - خلفاء الاسلام - تاریخ نہر زبیدہ - تاریخ بنگال - مناقب خدیجہ - مناقب الصدیق - مناقب اہل بیت - مناقب الخواتین رحلۃ بربیر - تاریخ بیت المقدس - الینابع الجبی - تذکرۃ ابوریحان المشتبہ من الرجال - بدایۃ القدماء - فتوح بہنا - جغرافیہ مصر فتوح الیمن - فتوح الشام - معجم البلدان - تاریخ الحکماء - سیرۃ النعمان - حیاۃ اعظم - خیرات الحسان - حسن البیان - مناقب الشافعی - قلائد الجواہر - اخبار الاخیار - تذکرۃ الابرار - گذشتہ وموجودہ تعلیم - تاریخ علوی - تذکرۃ الاولیاء - طبقات کبریٰ اتحاف النبلاء - التاج المکلل - طبقات الادباء - طلائع المقدر ابجد العلوم - عمدۃ التواریخ - آئینہ اودھ - واقعات شجاع نفحات الانس - سوانح محمد قاسم - مولوی فضل الرحمان - بستان المحدثین - تراجم علفیہ - کلا بنامہ تاریخ حصار - تاریخ بہاولپور تاریخ سیالکوٹ - تاریخ ٹھٹھہ - تاریخ پٹیالہ - تاریخ روسیہ تاریخ لاہور - روز روشن - شمع انجمن - صبح گلشن - تذکرۃ الشعراء دولت شاہی - ترجمان وہابیہ - تاریخ الحکماء - یادگار خواجہ معین الدین چشتی - تقویم اللسان - تزکِ تیموری (فرہاد درد)

اس فہرست پر ایک سرسری نظر ڈالنے سے بھی بآسانی پتہ چل سکتا ہے کہ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کو علم تاریخ سے کتنا شغف تھا - اور یہ کہ آپ کے نزدیک اس اسلامی فن کی کتنی زبردست اہمیت تھی ۔ ع

چہ خوش بودے اگر ہر یک ز امت نور دیں بودے

(۷) حضرت مصلح موعودؓ اور علم تاریخ

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعودؓ نے اپنی کتابوں اور خطبات میں علم تاریخ کے موضوع پر بڑی تفصیل سے روشنی ڈالی ہے آپ کا معرکۃ الآراء لیکچر تاریخ اسلام کا ایک زندہ جاوید شاہکار ہے جس کو بلند علمی حلقوں میں عرصہ سے سند قبولیت حاصل ہے یہ لیکچر ۲۶ فروری ۱۹۱۹ء کو مارٹن ہسٹاریکل سوسائٹی اسلامیہ کالج لاہور کے زیر اہتمام حبیبیہ ہال میں ہوا تھا - اور برصغیر پاک و ہند کے مشہور تاریخ دان سید عبدالقادر صاحب کی صدارت میں پڑھا گیا تھا - سید صاحب موصوف نے اس لیکچر پر خراج تحسین ادا کرتے ہوئے فرمایا -

"میں نے بھی کچھ تاریخی اوراق کی ورق گردانی کی ہے ..... مجھے خیال تھا کہ اسلامی تاریخ کا بہت سا حصہ مجھے بھی معلوم ہے اور اس پر میں اچھی طرح رائے زنی کر سکتا ہوں - لیکن اب جناب مرزا صاحب کی تقریر کے بعد معلوم ہوتا ہے کہ میں ابھی طفلِ مکتب ہوں"

اس محققانہ اور فاضلانہ تقریر کی اشاعت پر انہوں نے یہ گرانقدر رائے لکھی -

"میں دعویٰ سے کہہ سکتا ہوں کہ کیا مسلمان اور کیا غیر مسلمان بہت تھوڑے مؤرخ ہیں جو حضرت عثمانؓ کے عہد کے اختلافات کی تہہ تک پہنچ سکے ہیں - اور اس مہلک اور پہلی خانہ جنگی کی اصل وجوہات کو سمجھنے میں کامیاب ہوئے ہیں - حضرت مرزا صاحب کو نہ صرف خانہ جنگی کے اسباب سمجھنے میں کامیابی ہوئی ہے بلکہ انہوں نے نہایت واضح اور مسلسل پیرائے میں ان واقعات کو بیان فرمایا ہے"

جن کی وجہ سے ایوانِ خلافت مدت تک تزلزل میں رہا۔ میرا خیال ہے ایسا مدلل مضمون اسلامی تاریخ سے دلچسپی رکھنے والے احباب کی نظر سے پہلے کبھی نہیں گزرا ہوگا۔"

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کو اللہ تعالیٰ نے تاریخ اسلام کے اس نہایت درجہ پُرپیچ دَور کے دبیز پردوں کو اٹھانے اور اصل حقائق تک پہنچنے کی راہ کیسے دکھائی؟ یہ ایک نہایت معلومات افزا اور ایمان پرور بات ہے جس کی تفصیل حضور ہی کے الفاظ مبارک میں لکھتا ہوں۔ فرماتے ہیں:۔

"مَیں نے اس لیکچر میں یہ ثابت کیا ہے کہ یہ بات کہ اسلام میں فتنوں کا موجب حضرت عثمانؓ اور بڑے بڑے صحابہؓ تھے بالکل جھوٹ ہے۔ اس لیکچر کے سلسلہ میں مَیں نے زیادہ تر طبری کو مدِّ نظر رکھا ہے۔ طبری نے یہ اصول رکھا ہے کہ وہ ایک ایک واقعہ کی پانچ پانچ سات سات روایات دے دیتا ہے مَیں نے دیکھا کہ ان میں سے وہ کونسے واقعات ہیں جن کی ایک زنجیر بن سکتی ہے۔ ان واقعات کو مَیں نے لیا اور باقی کو چھوڑ دیا۔ کیونکہ ایک طرح کی زندگی میں اختلاف نہیں ہو سکتا۔ اگر ایک سال ایک کام معاویہؓ کر رہے ہوں۔ اگلے سال وہ کام عمروؓ بن عاص کر رہے ہوں اور اگلے سالوں میں وہی کام پھر معاویہؓ سے منسوب ہو تو درست بات یہی ہوگی کہ وہ کام دوسرے سال بھی معاویہ ہی کر رہے تھے۔ حضرت عمروؓ بن عاص کا نام غلطی سے آگیا ہے۔ اس اصول سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ جو کہا جاتا ہے۔ کہ صحابہؓ سے بعض غلطیاں[1] ہوئیں یا حضرت علیؓ کے متعلق بعض واقعات بیان کئے جاتے ہیں[2] وہ سب غلط ہیں۔ گویا یہاں علم النفس میرے کام آیا۔ یا اگر ایک شخص کے متعلق ایک سال بعض واقعات بیان کئے جاتے ہیں دوسرے سال بھی بعض واقعات بیان کئے جاتے ہیں تیسرے سال بھی بعض واقعات بیان کئے جاتے ہیں تو ہمیں وہی واقعات درست ماننے پڑیں گے جو ایک کڑی اور زنجیر بنا دیں۔ رحمدل اور سنگدل یا پارسا یا عیاش آدمی جمع نہیں ہو سکتے مثلاً ایک آدمی کے متعلق بیان کیا جاتا ہے کہ وہ رحمدل ہے اور اکثر واقعات اس کی رحمدلی پر دلالت کرتے ہیں اگر اس کے متعلق بعض ایسی روایات آجائیں کہ وہ ظالم تھا تو ہمیں ماننا پڑیگا کہ اسے ظالم بتانے والی روایات غلط ہیں کیونکہ رحمدلی اور ظلم جمع نہیں

---

[1] جناب مودودی صاحب نے "خلافت وملوکیت" میں یہی لغزش کھائی ہے جس سے عام صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین ہی نہیں خلیفہ راشد داماد رسول حضرت سیدنا عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کا نورانی چہرہ بھی داغدار ہوگیا ہے۔ یہی نہیں انہوں نے اپنے ذوقِ تنقید کی تسکین کے لئے سیدنا حضرت ابوبکر صدیقؓ، سیدنا حضرت عمر فاروقِ اعظمؓ، حضرت خالدؓ بن ولید سے لیکر حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ اور حضرت سید احمد بریلویؒ تک کے اکابرِ امت کے تقدس کو اپنے قلمی نشتروں سے مجروح کیا ہے جس پر پوری اسلامی دنیا مجسّم احتجاج بنی ہوئی ہے۔

[2] جیسا کہ خارجی ذہن رکھنے والے وقائع نگاروں کا دستور ہے۔

ہو سکتے ...... پس جب تاریخ کے ساتھ علم النفس
مل جاتا ہے تو وہ اسے قطعی اور یقینی بنا دیتا ہے۔"
(الفضل ۲ دسمبر ۱۹۵۵ء صفحہ ۳-۴)

سیدنا حضرت مصلح موعودؓ نے اس لیکچر کے آغاز میں مطالعہ تاریخ کی افادی حیثیت پر روشنی ڈالتے ہوئے یہ بنیادی نکتہ بیان فرمایا ہے :-

"اقوام کی ترقی میں تاریخ سے آگاہ ہونا ایک بہت بڑا محرک ہوتا ہے اور کوئی ایسی قوم جو اپنی گذشتہ تاریخی روایات سے واقف نہ ہو کبھی ترقی کی طرف قدم نہیں مار سکتی۔ اپنے آباؤ اجداد کے حالات کی واقفیت بہت سے اعلیٰ مقاصد کی طرف رہنمائی کرتی ہے۔"

حضور نے اس معلومات افزا لیکچر کے علاوہ بعض اور تاریخی تصانیف بھی سپردِ قلم فرمائیں اور انتہائی مؤثر اور سلیس انداز میں بہت سے تاریخی واقعات بیان فرمائے جن کو اگر ایک خاص ترتیب اور سلیقہ سے مرتب کیا جائے تو تاریخی معلومات کا ایک مختصر مگر عمدہ درجہ مفید اور گرانقدر انسائیکلوپیڈیا تیار ہو سکتا ہے۔

سیدنا حضرت امیر المؤمنین المصلح الموعودؓ کا ایک بے نظیر کارنامہ یہ ہے کہ آپ کی روحانی توجہ نگرانی رہنمائی اور دعاؤں سے تاریخ احمدیت کی تدوین و تصنیف کی بنیاد رکھی گئی جس کی تیرہ جلدیں محض اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے منظر عام پر آ چکی ہیں۔ اور چودھویں جلد بتوفیقہٖ وبعونہٖ تعالیٰ زیر ترتیب ہے۔

حضورؓ کو تاریخ سلسلہ کے بارے میں ہمیشہ فکر دامنگیر رہتی تھی۔ چنانچہ آپ نے اپنے عہد مبارک میں چھپنے والی تاریخ احمدیت کی ہر جلد پر اس کی اشاعت میں احباب جماعت کو حصہ لینے کی مسلسل تلقین فرمائی۔ بلکہ خاص طور پر "تاریخ احمدیت" کے لئے ۱۴ دسمبر ۱۹۶۳ء کو جماعت احمدیہ کے نام ایک خصوصی پیغام دیا جس میں ارشاد فرمایا :-

"میں تو یہ بھی تحریک کروں گا۔ کہ جماعت کے وہ مخیر اور مخلص دوست جو سلسلہ کے کاموں میں ہمیشہ ہی نمایاں حصہ لیتے رہے ہیں تاریخ احمدیت کے مکمل سیٹ اپنی طرف سے پاکستان اور ہندوستان کی مشہور لائبریریوں میں رکھوا دیں تا اس صدقہ جاریہ کا ثواب قیامت تک ملتا رہے اور وہ اور ان کی نسلیں اللہ تعالیٰ کے فضلوں کی وارث ہوتی رہیں۔"

(۸) حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ اور علم تاریخ

ہمارے موجودہ امام ہمام ناصر الدین حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بھی اپنے بابرکت دورِ خلافت کے آغاز سے اب تک متعدد بار تاریخ احمدیت کے سلسلہ میں مخلصین جماعت کو ان کی قومی ذمہ واریوں کی طرف نہایت حسین اور دلنواز پیرائے میں توجہ دلا چکے ہیں۔ حال ہی میں حضور پر نور نے خاص طور پر اپنے ایک تازہ خطبہ جمعہ میں مخلصین جماعت احمدیہ کو مطالعہ تاریخ کی نہایت پُر زور تحریک فرمائی ہے کہ

"تاریخ کا جاننا اور خصوصاً اپنی تاریخ کا جاننا ہم سب کے لئے ضروری ہے۔ کیونکہ کسی

انسان اور کسی جماعت کی زندگی اپنے ماضی سے کلّیۃً منقطع نہیں ہوتی مجھے یہ احساس ہے کہ بہت سے احمدی گھروں میں سلسلہ کی تاریخ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ کے واقعات دوہرائے نہیں جاتے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی کتب میں بعض جگہ خود ان واقعات کی تصویر کھینچی ہے ان واقعات کو بچوں کے سامنے دُہرانا چاہیئے۔ جماعت کی مخالفت میں دنیا کو اسّی سال ہو گئے ہیں اور جماعت کو اللہ تعالےٰ کے بے شمار فضلوں کو حاصل کرتے ہوئے اسّی سال ہو گئے ہیں اور ان کوششوں کو بھی اسّی سال ہو گئے ہیں جو جماعت کو مٹانے میں لگی ہوئی ہیں اور ان ناکامیوں کو بھی اسّی سال ہو گئے ہیں۔ جو ہر روز ان مخالفانہ حرکتوں کے نصیب میں ہم مشاہدہ کرتے ہیں۔ ہماری یہ ایک معمور تاریخ ایک کامیاب تاریخ ہے۔"

(الفضل ۱۰ وفا ۱۳۵۲ھش۔ مطابق ۱۰ جولائی ۱۹۷۳ء صفحہ ۳-۵)

اسی سلسلہ میں حضور نے یہ بھی ہدایت فرمائی ہے کہ:۔

"اب اگلی نسل کو سنبھالنے کا وقت آگیا ہے چھوٹے بچوں کو ایک ایک دو دو چھوٹے چھوٹے واقعات ایسے رنگ میں سمجھائے جائیں کہ وہ سمجھ جائیں اور چوتھی اور پانچویں اور اس سے بڑی جماعت والے بچوں کے لئے ان واقعات پر مشتمل کتابیں شائع ہونی چاہئیں۔"

(۹) تحریک کا روحانی پس منظر

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالےٰ کی مندرجہ بالا تحریک کی عظمت و اہمیت اور بھی بڑھ جاتی ہے جب ہم اس کے روحانی پس منظر پر غور کرتے ہوئے اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ بانیٔ تحریک احمدیت علیہ السلام، آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے محبوب ترین فرزند جلیل اور مہدی معہود ہیں جن کو ربّ کعبہ نے آسمانی نشانات و دلائل اخلاق اور دعا کے ذریعہ اسلام اور حضرت خاتم الانبیاء صلے اللہ علیہ وسلم کی عالمگیر روحانی حکومت قائم کرنے کے لئے اور ہر دل پر قرآن مجید کے جھنڈے گاڑنے کے لئے کھڑا کیا اور جماعت احمدیہ آنحضرتؐ کے خادموں و عاشقوں کی وہ موعود جماعت ہے جس کی خبر اللہ تعالیٰ نے وَاٰخَرِیْنَ مِنْھُمْ (الجمعہ) کی آیت میں دی اور جس کی تاریخ کا خلاصہ مخبر صادق صلے اللہ علیہ وسلم نے مندرجہ ذیل الفاظ میں بیان فرمایا کہ:۔

"اِنَّہٗ سَیَکُوْنُ فِیْ اٰخِرِ ھٰذِہِ الْاُمَّۃِ
قَوْمٌ لَھُمْ مِثْلُ اَجْرِ اَوَّلِھِمْ یَاْمُرُوْنَ
بِالْمَعْرُوْفِ وَیَنْھَوْنَ عَنِ الْمُنْکَرِ (بیہقی)

میری امت کے آخر میں ایک ایسی قوم پیدا ہو گی جس کو اس امت کے پہلوں جیسا اجر ملے گا وہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ بجا لانے والی ہو گی۔

اسی "قوم" کی نسبت پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "مثل امتی مثل المطر لا یدری اولہ خیر ام اٰخرہ" (مسند احمد بن حنبل طبرانی الکبیر، مسند ابی یعلی بحوالہ کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۲۳۱)

پھر فرمایا۔ "وددت لو انی لقیت اخوانی الذین اٰمنوا بی ولم یرونی" (مسند احمد بن حنبل بحوالہ کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۲۳۱)

میری تمنا ہے کہ کاش میں ان بھائیوں کو مل سکتا۔ جو مجھ پر ایمان لائیں گے حالانکہ انہوں نے مجھے دیکھا نہیں ہوگا۔ اسی طرح دورِ آخر میں اپنے ان چاکروں اور غلاموں کی عاشقانہ کیفیت کا نقشہ یوں کھینچا۔

"اشدّ امتی لی حبا قوم یکونون بعدی یود احدھم انہ فقد اھلہ ومالہ وانہ رآنی" (مسند احمد بن حنبل بحوالہ کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۲۳۱)

میری امت میں سے اس "قوم" کو مجھ سے غایت درجہ محبت ہوگی جو میرے بعد آئے گی اور جس کا ہر ایک فرد چاہے گا کہ کاش وہ اپنے اہل و مال کی قربانی دے کر میری زیارت کا شرف حاصل کر سکتا۔

(۱۰) جماعت احمدیہ کے بے نظیر تاریخی کارنامے

خاتم الانبیاء حضرت محمد مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم نے صدیوں بعد پیدا ہونے والے اپنے خدام و عشاق کی نسبت جو پیشگوئی فرمائی وہ حرف بحرف درست ثابت ہو رہی ہے۔ اور جماعت احمدیہ کی دینِ مصطفٰے کی خاطر جانی و مالی قربانیاں اس کی ناقابلِ تردید عملی شہادت ہیں۔ چنانچہ عاشق رسول حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں:-

"کیا یہ عجیب بات نہیں کہ جبکہ کالجوں کے طالب علم اور تعلیم جدید کے دلدادہ دین سے بکلی متنفر ہیں اور دین کو صرف سیاسی اجتماع کا ذریعہ خیال کرتے ہیں۔ حضرت اقدسؑ کے ذریعہ سے ایک ایسی جماعت نو تعلیم یافتہ لوگوں کی تیار ہو گئی ہے اور ہو رہی ہے کہ جس کی سجدہ گاہیں آنسوؤں سے تر ہو جاتی ہیں اور جس کے سینے آہ و بکا کی آواز سے ہنڈیا کی طرح کھولتے ہیں اور جو اشاعت اسلام اور اعلائے کلمۂ اسلام کو تمام سیاسی ترقیات اور حصولِ جاہ پر مقدم کر کے ماسوا کو اس پر قربان کر رہی ہے۔ ان میں سے بہت دنیا کما سکتے ہیں، مگر خدا کے دین کو کمزور دیکھ کر اور علمی جہاد کی ضرورت محسوس کر کے تمام امنگوں پر لات مار کر دین کی خدمت میں لگ گئے ہیں اور قلیل کو کثیر پر ترجیح دے رہے ہیں اور فاقہ کشی کو سیر شکمی سے زیادہ پسند کرتے ہیں ان کی زبانوں پر اللہ اور اس کے رسول کا نام ہے ان کے دلوں میں اللہ اور اس کے رسول کی محبت ہے اور ان کے اعمال اللہ اور اس کے رسول کی عظمت کو ظاہر کر رہے ہیں اور ان کے چہروں سے اللہ اور اس کے رسول کا عشق ٹپک رہا ہے۔"

"انہوں نے خدا کے حکم اور اسلام کے مفاد کو اپنے خیالات پر ترجیح دی۔ اور زمانہ کے اثرات سے متاثر ہونے سے انکار کر دیا اور خود اپنے گلوں میں اطاعت کی رسّی ڈال لی۔ اور خوشی سے اس امر کے لئے تیار ہو گئے کہ اسلام کی بہتری کو مدنظر رکھ کر جس طرف اور جدھر بھی وہ ہاتھ اشارہ کرے جس پر وہ جمع ہو گئے ہیں وہ بلا عذر اور بلا حیلہ ادھر کو چل پڑیں گے اور کسی قربانی سے دریغ نہیں کریں گے اور کسی تکلیف کو خیال میں نہیں لائیں گے

اور یہی نہیں کہ انہوں نے منہ سے یہ اقرار کیا ہے بلکہ عملاً اسی طرح کر کے دکھایا۔ اور اس وقت ان میں سے کئی اپنے وطنوں سے دور اپنے بیوی بچوں سے دور روپے کے لئے نہیں بلکہ سخت مالی اور جانی تکلیف اٹھا کر خلیفۂ وقت کی اطاعت میں اشاعتِ اسلام کر رہے ہیں اور بہت ہیں جو اس انتظار میں ہیں کہ کب ان کا حکم ملتا ہے کہ تا وہ بھی سب دنیاوی تعلقوں کو توڑ کر خدا کے جلال کے اظہار کے لئے اپنے گھروں سے نکل کھڑے ہوں۔ مِنْهُمْ مَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّنْتَظِرُ۔ جَزَاهُمُ اللّٰهُ عَنَّا اَحْسَنَ الْجَزَآءِ۔ وہ خدا کے لئے مارے جاتے ہیں اور پیٹے جاتے ہیں اور گھروں سے نکالے جاتے ہیں اور ان کو گالیاں دی جاتی ہیں اور حقیر سمجھا جاتا ہے۔ مگر وہ یہ سب کچھ برداشت کرتے ہیں کیونکہ ان کے دل منور ہو گئے اور ان کی باطنی آنکھیں کھل گئیں۔ اور انہوں نے وہ کچھ دیکھ لیا جو دوسروں نے نہیں دیکھا وہ ماریں کھاتے ہیں مگر دوسروں کی خیرخواہی کرتے ہیں ذلیل کئے جاتے ہیں لیکن دوسروں کے لئے عزت چاہتے ہیں۔

"وہ کون ہے۔ جو اس وقت اسلام کی حفاظت اور اس کی اشاعت کے لئے امریکہ میں تن تنہا لڑ رہا ہے اور گو ایک وسیع سمندر میں ایک بلبلہ کی طرح پڑا ہوا ہے۔ مگر اس کا دل نہیں گھبراتا"

"وہ کون ہیں جو انگلستان میں اشاعت اسلام کر رہے ہیں ......

مغربی افریقہ کا ساحل جہاں مسیحیت نے اپنے پاؤں پھیلانے شروع کئے تھے۔ اور لاکھوں آدمیوں کو مسیحی بنا لیا تھا اور ایک آدمی کی پرستش کے لئے لوگوں کو جمع کیا جا رہا تھا وہاں کون واحد خدا کے نام کو بلند کرنے کے لئے گیا اور شرک کی توپ کے آگے سینہ سپر ہوا۔"

"کس نے ماریشس کی طرف توجہ کی اور اس ایک طرف پڑے ہوئے جزیرے کے باشندوں کو زندگی بخشنے کا کام اپنے ذمہ لیا کس نے لنکا کو جو نہایت ہی قدیم تاریخی روایات کا مقام ہے جا کر اپنی آواز سے چونکایا کون روس اور افغانستان کے لوگوں کو زندگی بخشنے کے لئے گیا ...... اگر اس جماعت کے افراد میں نئی زندگی پیدا نہیں ہوئی تو انہوں نے دنیا کے نقشہ کو کس طرح بدل دیا۔ اور تن تنہا ملکوں کا مقابلہ کرنے کی ان میں جرأت کیونکر پیدا ہوئی اور کس امر نے ان کو مجبور کیا کہ وہ وطن سے بے وطن ہو کر دنیا میں دھکے کھاتے پھریں۔ کیا ان کے ماں باپ نہیں؟ ان کی بیویاں نہیں۔ ان کے بچے نہیں ان کے بھائی نہیں؟ ان کے دوست نہیں؟ ان کو اور کوئی کام نہیں؟ پھر کس چیز نے ان کو دنیا سے چھڑوا کر دین کی طرف لگا دیا اسی بات نے کہ انہوں نے زندگی کی روح پائی اور مردہ چیزوں کو اس زندہ خدا کے لئے جو سب زندگیوں کا سرچشمہ ہے چھوڑ دیا وہ ان میں سما گیا اور وہ اس میں سما گئے۔

فَتَبَارَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخَالِقِيْنَ۔"

("دعوت الامیر" صفحہ ۲۷۲-۲۷۳)

۵- مُصطفٰے پر تیرا بے حد ہو سلام اور رحمت
اس سے یہ نور لیا بارِ خدایا ہم نے
نقشِ ہستی تیری الفت سے مٹایا ہم نے
اپنا ہر ذرّہ تری راہ میں اُڑایا ہم نے
کافر و ملحد و دجّال ہمیں کہتے ہیں
نام کیا کیا غمِ ملّت میں رکھایا ہم نے

اس تفصیل سے ظاہر ہے کہ سلسلہ احمدیہ کی تاریخ دراصل دورِ آخر کے ان عشاقِ محمد مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم کی تاریخ ہے جن کے ہاتھوں اسلام کی آخری اور عالمگیر فتح اور کفر و الحاد کی فیصلہ کن شکست مقدر ہے۔ اور ہماری نئی نسل کا ہم پہ حق ہے کہ اسے اس خدا کی قادرانہ تجلیات اور حسین جلوؤں سے معمور اور زندہ تاریخ سے واقف و روشناس کرائیں اور ان کو مستقبل میں پیش آنے والے اسلامی معرکوں کی کامیاب قیادت کے لئے تیار کر دیں۔ وَمَا تَوْفِيْقُنَآ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ۔

(۱۱) نوجوانانِ احمدیّت کا فرض

خلاصہ کلام یہ ہے کہ اسلامی نقطۂ نگاہ سے علمِ تاریخ اور اس کے مطالعہ کی افادیت و ضرورت ایک مسلّمہ امر اور واضح حقیقت ہے۔ اور اب یہ ذمہ داری فرزندانِ احمدیّت پر عائد ہوتی ہے کہ وہ علمِ تاریخ کو اس شان سے اوجِ کمال تک پہنچا دیں کہ ان کے محققانہ کارناموں کی دھاک شرق و غرب پر بیٹھ جائے۔ اور وُہ دوسرے علوم کے علاوہ فنِ تاریخ میں بھی دُنیا کے استاد اور امام تسلیم کئے جائیں۔ اور اس کی سند (Authority) قرار پائیں۔

بالآخر دعا ہے کہ علم و دانش کی وہ شاندار عمارت جس کی بنیاد قرآن و حدیث نے رکھی تھی اور جسکو بلند کرنے میں ہزاروں نہیں ہزاروں مسلم مؤرخین نے اپنی قیمتی زندگیاں وقف کر دی تھیں دورِ احمدیت میں ایک بلند و بالا اور سر بفلک قلعہ کی شکل اختیار کر جائے اور رسولِ عربی صلے اللہ علیہ وسلم کے سچے عاشق اور فدائی اس کی بلند تر اور بسیط تر فضاؤں میں ہمیشہ محوِ پرواز رہیں۔ آمین یا ارحم الراحمین۔

ایک خط

"اَسلاف بھولی بسری کہانیاں"

"کرمی! گذشتہ ہفتہ مولانا لال حسین اختر جو خاص طور پر مناظرِ اسلام کی حیثیت سے مشہور تھے اور دینی حلقوں میں اپنی قابلیت اور تبحر علمی کی وجہ سے ہر دلعزیز تھے انتقال کر گئے۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ۔
انکی وفات حسرت آیات سے اسلامی حلقوں کو بہت صدمہ ہوا ہے مرحوم تحریک ختم نبوت کی روح رواں تھے اور اس سلسلے میں انکی خدمات قابلِ ستائش ہیں لیکن یہ حقیقت انتہائی افسوسناک ہے کہ جیسا کہ ان کا مقام تھا ان سے اسلام کے بہی خواہوں نے اچھا سلوک روا نہ رکھا۔ اور بیماری کی حالت میں جو یقیناً تکلیف دہ تھی ان کا کوئی بھی پرسانِ حال نہ تھا۔ وہ بڑی کس مپرسی کی حالت میں فوت ہوئے۔ انہیں مکمل طبی سہولتیں فراہم کرنے میں کسی اہلِ درد نے دلچسپی نہیں دکھائی اور وہ اس خیر ہمدردانہ سلوک کے مستحق تو نہ تھے۔ یہ واقعی اسلام کا درد رکھنے والوں کیلئے لمحۂ فکر سے کم نہیں۔ کہ وہ اپنے بزرگوں کا ان کی زندگی میں خیال نہیں رکھتے اور وہ بڑے درد کرب میں مبتلا ہو کر اللہ کو پیارے ہو جاتے ہیں حضرت مولانا مرحوم نے اس طویل بیماری میں سخت تکلیف اٹھائی انکی رُوح بھی اب شکوہ کناں ہے۔ کہ کیا قوم کے راہنماؤں سے ایسا ہی سلوک کرنا چاہیئے؟....."

([illegible] ۱۹۷۳ء [illegible])

تضمین حقائق

(خاص برائے الفرقان)

"اے دل تو نیز خاطرِ اینان نگاہ دار
کاخر کنند دعوئ حُبِّ پیمبرم"

(منظوم ترجمہ) حضرت مسیح موعود علیہ السلام

(محترم چودھری شبیر احمد صاحب واقف زندگی)

لازم ہے پاس ان کا بھی اے دل تجھے سدا دعویٰ ہے جن کو میرے نبیؐ کے پیار کا

تکفیر کے خیال کا دل میں ہو کیوں گذر اس کو تو ہے خمارِ عنایاتِ دلرُبا

اللہ کے بعد عشقِ محمدؐ کا ہے نشہ گر کفر ہے یہی تو مَیں کافر ہوں برملا

رگ رگ میں میری عشقِ محمدؐ ہے رچ گیا دل میں نہیں ہے کچھ بھی غمِ یار کے سوا

حق کا ہُوں اِک چراغ مَیں درگاہِ پاک میں محفوظ آندھیوں سے ہے رکھتا جسے خُدا

جب آسمان میری صداقت پہ ہے گواہ تکذیبِ اہلِ ارض کا پھر مجھ کو غم ہو کیا

اُس آگ کے لئے ہُوں میں کوثر کی ایک نہر رُوئے زمیں کو جس نے جلا کے ہے رکھ دیا

قربان بہرِ دینِ محمدؐ ہو میری جاں
اب آرزو یہی ہے۔ یہی دل کا مدّعا

جیب کی گھڑی - ہاتھ کی چھڑی

(ایک معاند کو جواب)

(محترم جناب نسیم سیفی صاحب)

نثر کی جیبی گھڑی شورش کو ہے جو دل پسند
جیب میں رکھی رہے گی اور ہو جائے گی بند
آجکل کاغذ بہت کمیاب ہے اس پر نہ پھینک
روح کی ساری غلاظت دل کا ڈھیروں ڈھیر گند
سوچ کر چل اپنی چالیں، دیکھکر رکھ ہر قدم
ڈالتا ہے اپنے سفلہ پن کی تو ہم پر کمند
تُو تو کیا تیرے بڑے بھی ہو چکے ہیں نامراد
یہ زمانہ ہے ہمارا، ہم کو کیوں پہنچے گزند

شاعری تیری چھڑی ہے ٹوٹ جائے گی ضرور
خاک میں تجھ کو ملا دے گا ترا بے جا غرور
تجھکو دینِ مصطفٰے کی آبرو سے کیا غرض
تیرے جیسوں کو بھلا ختمِ نبوت کا شعور؟
تجھ سے "اُس بازار" کی رونق تو بڑھتی ہے مگر
ہے نجابت تجھ سے نادم، اور شرافت ہے نفور
زعمِ پختہ کاریٔ شعر و سخن ہے اور تُو
اس پہ نازاں ہے کہ یہ بُو پھیلتی ہے دُور دُور

خادمِ ختمِ رسل ہے، اور کیا شے ہے نسیم
سازِ دینِ مصطفٰےؐ کی اک حسیں لَے ہے نسیم

اَنَانِیّت

(محترم جناب نسیم سیفی صاحب)

اللہ اللہ یہ انانیت کی رگ اور یہ غرور
آپ ہی تو ہیں گورو گھنٹال کے لالہ کپور

اس پہ نازاں ہو کہ زنداں میں کٹی ہے زندگی
اور کی شورش بپا جب بھی ہوئے زنداں سے دُور

نام لے کے جن کا گنواتے ہو تم اپنی صفات
دیدۂ عبرت کو دیتی ہیں سبق ان کی قبوُر

تم کھڑے ہو جاؤ ہر اک راہ میں اور روک لو
جس کی فطرت نیک ہے آجائے گا وہ تو ضرور

قبلہ و کعبہ کو اب کیسے محافظ مل گئے
ہیں طبیعت پر گراں جن کی، شریعت کے امور

تم پجاری، اور سیم و زر تمھارا دیوتا
تم خدا کے نام پر پھیلا رہے ہو اک فتوُر

الاماں ختمِ نبوّت کا بنا ہے وہ نقیب
جو نماز و روزہ و حج کی حقیقت سے ہے دُور

بادۂ دو آتشہ کی مستیٔ ارواح کُش
چشمِ عصیاں کی چمک ہے اور گناہوں کا سرور

گر نہیں تو دین کی باتوں سے تم واقف نہیں
ہے تو اُس "بازار" کے ہر ضابطہ پر ہے عبوُر

مردِ مومن کی فراست بھانپ لیتی ہے نسیمؔ
چھُپ نہیں سکتے کبھی اس کی نظر سے نار و نُور

"میرے وطن میں ادھورا ہے انقلاب ابھی"

(محترم جناب چوہدری عبدالسلام صاحب اختر ایم اے)

حقیقتیں ہیں پسِ پردۂ حجاب ابھی
نہیں اُفق پہ بصیرت کا آفتاب ابھی

ضمیر و عقل ہیں پروردۂ فریب دگماں
دل و نگاہ ہیں آلودۂ سراب ابھی

دروغ مصلحت آمیز ہے ادیبوں میں
قبولِ حق سے قلم کو ہے اجتناب ابھی

خلوصِ دل پہ مسلّط ہے سیم وزر کا طلسم
ہیں کشمکش کی کسی حالت میں شیخ و شاب ابھی

وجودِ فطرتِ آدم تو خوب ہے لیکن
نوائے فطرتِ آدم ہے محوِ خواب ابھی

بطونِ خاک سے پھوٹے نہیں کنول اب تک
بہارِ شوق کے مہکے نہیں گلاب ابھی

بساطِ قلب پہ برسی نہیں سکوں کی پھوار
نجوم و ماہ سے ٹپکی نہیں شراب ابھی

اگرچہ حق کے ہیں جلوے ہر ایک سمت عیاں
مگر کچھ اہلِ وطن کے ہیں بند باب ابھی

ہیں جام رقص میں لیکن ہیں تشنہ اہلِ طلب
میرے وطن میں ادھورا ہے انقلاب ابھی

چراغِ عزم جلاؤ ہوا کے رستے میں!

(محترم جناب سلیم شاہجہانپوری نواب شاہ)

نہاں ہیں زیست کے ساماں فضا کے رستے میں
پتہ بقا کا ملے گا فنا کے رستے میں

کھڑا ہوں ششدر و حیراں فنا کے رستے میں
حیات کھینچ کے لائی قضا کے رستے میں

سنبھل سنبھل کے چلو ابتلا کے رستے میں
ہزار خارِ الم ہیں وفا کے رستے میں

چلے خوشی سے کہاں اشقیا کے رستے میں
یہ راہ پھوٹتی ہے ماسوا کے رستے میں

قرار دے نہیں سکتا یہ راہِ حق سے فرار
سکونِ قلب ملے گا خدا کے رستے میں

جو ہو صفات میں بے مثل ذات میں یکتا
بچھاؤ آنکھیں اُسی دلربا کے رستے میں

تڑپ کے مانگ لو جو کچھ بھی ہے تمہیں درکار
کہ روک کوئی نہیں ہے دعا کے رستے میں

"سفر ہے شرط مسافر نواز بہتیرے"
ملیں گے سینکڑوں رہبر خدا کے رستے میں

نہ ہوں نگاہ سے اوجھل منازلِ عفت
نظر جما کے چلو اتقا کے رستے میں

ہر ایک گام پہ روشن ہے مشعلِ عرفاں
ذرا چلو تو سہی انبیاء کے رستے میں

نہ غم ہے دوش کا ان کو نہ فکرِ مستقبل
نہیں نشیب و فراز اولیاء کے رستے میں

ہمیشہ راہِ محبت پہ گامزن رہیئے!
نہ جائیے کسی ناآشنا کے رستے میں

نہ موڑیئے کبھی رُخ جادۂ صداقت سے
بلائیں لاکھ ہوں صدق و صفا کے رستے میں

کبھی تو بادِ مخالف کا زور کم ہوگا
چراغِ عزم جلاؤ ہوا کے رستے میں

مجھے تو اُن کے مقدر پہ رشک آتا ہے
ہوئے جو صیدِ الم کربلا کے رستے میں

ہر ایک سانس فنا کا پیامبر ہے سلیم
چراغ کس نے جلائے ہوا کے رستے میں

عالمانِ دین

(محترم جناب نسیم سیفی صاحب)

تھے عالمانِ دین سے شاکی ظفر علی
شورش کے لب پہ بھی ہے شکایت کی داستاں

اُمت کے یہ ستون تھے ملت کی جان تھے
حکمت کے راز ان کی نظر سے نہ تھے نہاں

تھے رہروانِ راہِ محبت کے رہنما
دل سے نکل کے دل میں اترتا تھا ہر بیاں

قلبِ جنوں نواز حقائق سے تھا قریں
شوقِ سلوک سوئے حرم تھا رواں دواں

تھے تو کبھی وہ ایسے مگر اب بدل گئے
اب ان کے نام ہی سے بدکتے ہیں انس و جاں

اب ان کی چشمِ شوق حقیقت نگر نہیں
خوفِ خدا کا دل میں نہیں ہے کوئی نشاں

لب پر ہے ان کے بغض و تعصب کی راگنی
فکر و نظر ہیں ان کے فسادِ دل کے پاسباں

جب سے ہوا ظہورِ مسیحِ محمدی
اور عالمانِ دین نے کیں اُس سے شوخیاں

اس مردِ حق پرست کو کافر دیا لقب
سارے جہاں کو کرنے لگے اس سے بدگماں

قول و عمل کی شرح مکافات یوں ہوئی
خالق نے ان سے چھین لیں سب ان کی خوبیاں

بدتر بنے ہر ایک سے ساری زمین پر
اور ان سے رشتہ توڑ گئے اہلِ آسماں

ناکام و نامراد رہیں گے بہر طریق
یہ فیصلہ ہے داورِ محشر کا بے گماں

سایہ فگن نہیں ہے اگر دامنِ رسولؐ
یہ عالمانِ دین ہوں کس طرح کامراں

ان کے مرید ان سے شکایت کریں تو کیوں؟
بس میں نسیم ان کے نہیں فرقِ این و آں

ایڈیٹر کی ڈاک

(۱)

ارتداد کی سزا

ماہنامہ الفرقان جولائی ۱۹۷۳ء کا اداریہ "ارتداد کی قرآنی سزا جہنم ہے" نظر سے گذرا۔ آپ نے مختصر لیکن نہایت ہی مدلّل انداز سے یہ ثابت کیا ہے کہ ارتداد کی قرآنی سزا جہنم ہی ہے۔ مسلمانوں کے مشہور مفکر اور رہنما مولانا محمد علی صاحب جوہر کا مضمون بعنوان "قتل مرتد و قرآن مجید" مطبوعہ روزنامہ ہمدرد کا حوالہ پاکستان کے ان کم فہم مولویوں کی آنکھیں کھولنے کے لئے کافی ہے جو کہ اپنے عدم فہم قرآن کی وجہ سے ارتداد کی سزا قتل قرار دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اسلام کو ایسے مولویوں سے محفوظ رکھے۔ جو کہ اسلام کے حسین چہرے کو غلط تفاسیر کے ذریعے داغدار کئے جا رہے ہیں۔

موجودہ تہذیب یافتہ مغربی اقوام ابھی تک اسلام کو تلوار کا مذہب قرار دیتی ہیں۔ جبکہ اسلام بنی نوع انسان کے لئے ایک صلح اور امن کا پیغام دیتا ہے۔ اور ایک فطرتی، حسین و دلکش رسول لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ قَدْ تَّبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ کا اعلان کرتا ہے۔ اسلام مذہب کے بارے میں کسی قسم کے جبر کی تعلیم نہیں دیتا۔ وہ کسی کو جبر سے نہ مسلمان بنانے کا قائل ہے اور نہ ہی جبر اور خوف سے مسلمان رہنے پر مجبور کرتا ہے۔ ہدایت اور بھلائی کو گمراہی اور ضلالت سے پوری طرح علیحدہ کر کے اس نے بنی نوع انسان کو پوری آزادی دی ہے کہ جو چاہیں راہ اختیار کریں اور اس بارہ میں کسی قسم کے جبر کی اجازت نہیں دیتا۔

اسی سلسلہ میں اصول فقہ اور حدود اللہ پر تعزیرات مصنفہ خواجہ عباد اللہ صاحب اختر رفیق ادارہ ثقافت اسلامیہ مطبوعہ ۱۹۵۲ء کا حوالہ پیش خدمت ہے:-

"ارتداد شریعت موسوی میں مرتد کی سزا رجم ہے (المثانی ۱۸: ۲-۷) لیکن قرآن نے اسے نظر انداز کر دیا ہے اس لئے کہ یہ سزا ایام جاہلیت کے مناسب تھی۔ مگر اب جبکہ فہم انسانی بالغ ہو چکا ہے" لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ قَدْ تَّبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ "دین میں کوئی جبر و اکراہ نہیں کیونکہ ہدایت اور گمراہی میں نمایاں امتیاز ہو چکا ہے۔ مرتد اسے کہتے ہیں جو اسلام قبول کرنے کے بعد کسی وجہ سے کسی وقت اس کی صداقت کا انکار کرے اسی طرح دیگر مذاہب کے لوگ بھی ان کو مرتد کہینگے جو اُن کے مذہب کو چھوڑ کر اسلام قبول کریں۔ اگر اسلام میں ارتداد کی سزا قتل ہو جیسا کہ بعض علماء کی رائے ہے تو دیگر مذاہب میں بھی ہو۔ تو ایک فتنہ کا دروازہ کھل جائے گا۔ مثلاً جیسا کہ المثانی کی آیات سے واضح ہوتا ہے۔ اگر ایک یہودی اسلام قبول کرے تو یہود اُسے مرتد ہی کہیں گے اور اس کی سزا رجم ہے۔ اسلام عالمگیر دین الحق ہے۔ اس لئے اس کے احکام اور ہدایات ایسی

ہونی چاہئیں جو بین الاقوامی ہوں اور کسی مذہب کو ترک کرنا یا دوسرے مذہب کو قبول کرنا یا سرے سے کسی مذہب کو تسلیم نہ کرنا ایسی بات نہیں کہ قابلِ مواخذہ ہو۔ زیادہ سے زیادہ یہ ہو سکتا ہے کہ وہ ایک نظامِ معاشرت میں رہنا پسند نہیں کرتا تو اس نظام کے معاشری فوائد سے بھی محروم ہو جائے گا۔ زندہ رہنے کا حق اسے ہے۔ میں نہیں سمجھتا کہ ایک شخص مسلمان اسلام سے روگردان ہو کر اگر مسیحی ہو جائے تو اس میں اور تمام دُنیائے مسیحیت میں کیا فرق ہے۔ جو مذہب بھی غیر اسلام ہے اور ایسے بہت ہیں۔ وہ اسلام کے منکر ہی ہیں اور ارتداد بھی انکار ہی ہے۔ اس لئے اگر ارتداد قابلِ مواخذہ ہے تو کوئی مذہب غیر اسلام اور کوئی شخص نامسلمان زندہ نہ رہنا چاہیئے۔ اور اگر یہی اصول دیگر مذاہب والے عمل میں لائیں۔ تو مذہب کے نام پر وہ خونریزی ہو کہ کسی ایک قوم کا مذہب دوسرے مذہب کی موجودگی گوارا نہ کرے گا۔ اور امرِ واقعہ یہ ہے کہ غیر اسلام مذاہب میں روا داری نہیں ہے۔ یہ تاریخی واقعات ہیں۔ کہ ہندوستان میں بودھ اور جین مت کے پیرؤں کا قلع قمع تھوڑے سے اختلافات عقائد پر کیا گیا اور پاکستان کے ظہور کے بعد مشرقی پنجاب میں مسلمانوں کا نام ونشان مٹا دیا گیا۔ یورپ میں مذہب کے نام پہ جو خونریزی ہوئی اور اختلافِ عقائد پر اہلِ علم وحکمت کو ارتداد کی سزا انتہائی دی گئی۔ وہ کچھ پرانے زمانہ کی باتیں نہیں ہیں ہسپانیہ میں مسلمانوں کا نام ونشان مٹا دیا گیا۔ سلطان روم سلیم نے ایک فرمان جاری کیا کہ غیر مسلم یا تو اس کی مملکت سے نکل جائیں یا اسلام قبول کریں۔ ایک جرمن مورّخ لکھتا ہے کہ ان کے فائدہ کے لئے یہ فرمان جاری ہوا دہی یعنی علماءِ اسلام کا ایک وفد سلطان کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور کہا کہ یہ فرمان صریحاً منشاءِ اسلام کے خلاف ہے۔ اور یہی آیت لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ پیش کی سلطان کو فرمان منسوخ کرنا پڑا۔ آنحضرتؐ نے جب تبلیغ کا کام شروع کیا تو جن لوگوں نے اسلام قبول کیا تھا۔ کفّارِ مکّہ نے بے تکلّف برادری سے خارج کر دیا اور قرابت کا بھی پاس نہ کیا آنحضرتؐ نے سمجھایا کہ مَآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ اِلَّا مَنْ شَآءَ اَنْ يَّتَّخِذَ اِلٰى رَبِّهٖ سَبِيْلًا۔ (۱۹ : ۳)

لَآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى (۲۵ : ۴)

جو شخص "مودۃ فی القربٰی" کا واسطہ دلاتا ہے منزّہ ہے کہ اس کے دل میں یہ فطری جذبہ بھی ہو کہ وہ کب اس بات کو جائز قرار دے سکتا ہے کہ مُرتد کو قتل کر دو۔ جو کچھ کفّارِ مکّہ نے مسلمانوں سے سلوک کیا اور ہجرت کے بعد جو طرح جنگ ڈالی۔ اس کا خمیازہ انہیں بھگتنا چاہیئے تھا مگر جب مکّہ فتح ہوا۔ تو آنحضرتؐ نے فرمایا۔ لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ۔ آج تم سے تمہاری گزشتہ بداعمالیوں

کی باز پرس نہیں۔ سب کو معاف کر دیا۔ اس کے
بعد لَآ اِکْرَاهَ فِی الدِّیْنِ پر سختی سے عمل رہا جو
بھی اسلام قبول کرتا۔ رضا و رغبت ہی سے کرتا۔
ارشاد قرآن ہے کہ اَلْفِتْنَةُ اَکْبَرُ مِنَ الْقَتْلِ
وَلَا یَزَالُوْنَ یُقَاتِلُوْنَکُمْ حَتّٰی یَرُدُّوْکُمْ
عَنْ دِیْنِکُمْ اِنِ اسْتَطَاعُوْا وَمَنْ یَّرْتَدِدْ
مِنْکُمْ عَنْ دِیْنِهٖ۔ (الآیۃ ۲ : ۱۰)

فتنہ قتل سے بھی بڑھ کر شدید ہے اور کفار اس (فتنہ پردازی) سے باز نہیں رہیں گے۔ تم سے لڑتے رہیں گے یہاں تک کہ اگر ان میں استطاعت ہو تو تم کو تمہارے دین سے مرتد بنا دیں۔ تو جو شخص تم میں سے اپنے دین سے پھر گیا اور بحالت کفر ہی مرا تو اس کے اعمال دنیا اور آخرت میں اکارت گئے ایسے ہی مرتد آگ کے ہم نشین ہیں جہاں ہمیشہ رہیں گے۔

نیز ارشاد ہے :-

اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ثُمَّ کَفَرُوْا ثُمَّ ازْدَادُوْا
کُفْرًا لَّمْ یَکُنِ اللّٰهُ لِیَغْفِرَ لَهُمْ وَلَا
لِیَهْدِیَهُمْ سَبِیْلًا۔ بَشِّرِ الْمُنٰفِقِیْنَ
بِاَنَّ لَهُمْ عَذَابًا اَلِیْمًا۔ اَلَّذِیْنَ یَتَّخِذُوْنَ
الْکٰفِرِیْنَ اَوْلِیَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِیْنَ
اَیَبْتَغُوْنَ عِنْدَهُمُ الْعِزَّةَ فَاِنَّ الْعِزَّةَ
لِلّٰهِ جَمِیْعًا۔ (۵ : ۱۷)

جو لوگ کہ ایمان لائے اور پھر کافر ہوئے پھر ایمان لائے پھر کافر ہوئے اور کفر میں بڑھتے گئے اللہ ان کو نہیں بخشے گا اور نہ راہِ راست پر ہدایت فرمائیگا منافقوں کو دردانگیز عذاب کی بشارت دو جنہوں نے مومنوں کو چھوڑ کر کافروں سے رشتہ و دوستی گانٹھا اور اس سے ان کی غرض ان کے نزدیک عزت ہے۔ عزت تو اللہ ہی کے واسطے سراسر ہے۔

ان آیات سے بھی واضح ہوتا ہے۔ کہ ارتداد کی سزا اللہ ہی آخرت میں دے گا۔ اور بات بھی یہی ہے کہ دین اللہ کا ہے جو اس سے مرتد ہوا تو اللہ ہی اس سے سمجھیگا۔" (صفحہ ۱۶ تا صفحہ ۲۱)

(خاکسار عبد الرشید غنی ایم۔ ایس سی)

(۲)

مولوی تاج محمود آف لولاک ۱۹۵۳ء میں

واجب الاحترام مکرم جناب مولانا ابو العطاء صاحب مدیر مسئول "الفرقان" ربوہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

جون ۱۹۷۳ء کے "الفرقان" میں مدیر "لولاک" لائلپور کی مفتریات پڑھ کر ۱۹۵۳ء کا ایک واقعہ جبکہ خاکسار لائلپور متعین تھا۔ ذہن میں تازہ ہو گیا یہ واقعہ اس امر کی شہادت ہے کہ مولوی تاج محمود صاحب مدیر "لولاک" کا ذہن سوائے فرار کے اور کچھ سوچ ہی نہیں سکتا۔

۱۹۵۳ء میں مذہب کی آڑ لے کر ملک کی وحدت کو پارہ پارہ کرنے کے لئے ایک منظم سازش کے ذریعہ اس رنگ میں فسادات برپا کئے گئے۔ کہ پاکستان میں تزلزل پیدا ہو گیا۔ مگر خدا تعالیٰ نے فضل فرمایا اور فساد پر قابو پا لیا گیا۔ مفسدین پکڑ لئے گئے اور سازش ناکام ہو گئی ان دنوں لائلپور میں جناب ابن حسن صاحب ڈپٹی کمشنر تھے۔ جو بڑے مدبر۔ دُور بین

اور معاملہ فہم منتظم تھے۔ غالباً عقیدۃً شیعہ تھے۔ انہوں نے بڑی قابلیت سے لائلپور کو سنبھالا اور شہر کو فساد کی نذر ہونے سے بچا لیا۔ جب امن بحال ہو گیا اور شہر کی فضا معمول پر آگئی تو جناب ڈی سی صاحب نے معززین شہر کا ایک اجلاس ڈسٹرکٹ کونسل ہال میں بلایا جس میں فسادات کا پس منظر بیان فرمایا۔ اور ملک کو تباہ کرنے کی سازش کا پردہ چاک کیا۔ اس تقریر میں ایک موقعہ پر جناب ابنِ حسن صاحب نے فرمایا کہ "مولوی لوگ عوام کو تو شہادت کا لالچ دے کر فساد فی الارض کے لئے اُبھارتے ہیں مگر خود شہادت کا انعام حاصل کرنے سے کتراتے ہیں۔ اس ضمن میں انہوں نے مولوی تاج محمود صاحب مدیر "لولاک" کا نام خاص طور پر لیا کہ یہ شخص دوسروں کو تو اُکساتا تھا کہ ہمت سے کام لو شہادت تمہاری راہ تک رہی ہے مگر اس کا اپنا یہ حال تھا کہ شہادت اس کی تلاش میں اس کے پیچھے پیچھے پھر رہی تھی۔ اور یہ اس نعمت سے گریز کرتے ہوئے آگے آگے بھاگ رہا تھا۔ ملک میں بغاوت اور بدامنی پیدا کرنے کے الزام میں ہم نے اس شخص کے وارنٹ گرفتاری جاری کئے۔ پولیس جامِ شہادت ہاتھ میں لئے شہر بہ شہر اور گاؤں بہ گاؤں اس کی تلاش کرتی رہی۔ اور یہ شہادت کو ٹھکرا کر پولیس کے آگے آگے بھاگتا رہا۔ حتیٰ کہ ایک دن پولیس نے اس شخص کو چک ۲۷۴ متصل لائلپور میں گرفتار کر لیا جبکہ یہ "مجاہد" اُپلوں کے ڈھیر میں چھپا بیٹھا تھا۔"

یہ واقعہ آپ کی خدمت میں اس لئے تحریر کر رہا ہوں کہ اگر آپ مناسب سمجھیں تو اسے شائع فرما دیں تاکہ تاریخ کے صفحات میں ریکارڈ ہو جائے۔

(محمد اسماعیل دیالگڑھی۔ ربوہ)

جناب علامہ نیاز فتحپوری ایڈیٹر نگار کا نعرۂ حق

ایک معترض کے جواب میں علامہ نیاز فتحپوری رقمطراز ہیں:

"جو الزامات مرزا صاحب موصوف پر قائم کئے جاتے ہیں۔ ان میں صداقت کا شائبہ تک نہیں۔ سب سے بڑا الزام ان پر یہ عائد کیا جاتا ہے کہ وہ ختم نبوت کے قائل نہ تھے۔ حالانکہ اس سے زیادہ لغو و لایعنی الزام کوئی اور ہو ہی نہیں سکتا۔ وہ یقیناً ختم نبوت کے قائل تھے اور غالباً اس شغف اور شدت کے ساتھ جو ایک سچے عاشقِ رسول میں پایا جانا چاہیئے۔ ..... کتنے افسوس کی بات ہے کہ لوگ نہ احمدی جماعت کے لٹریچر کا مطالعہ کرتے ہیں اور نہ ان کے کارناموں کو دیکھتے ہیں اور محض سُنی سنائی باتوں پر اعتماد کر کے اس کی طرف سے بدظن ہو جاتے ہیں کس قدر عجیب بات ہے کہ مخالفین احمدیت بھی اسکی تنظیم اور اسکی وسعت تبلیغ کے قائل ہیں، جس سے دجال کے دور افتادہ علاقوں میں بھی اسلام کی حقیقت لوگوں پر واضح ہوتی جا رہی ہے۔ آپکو معلوم ہونا چاہیئے کہ مرزا صاحب نے چھیاسی (۸۶) سے زیادہ کتابیں اپنی مختصر عمر میں لکھیں اور ان سب کا مقصود صرف یہ تھا کہ وہ دنیا کے سامنے اسلام کو صحیح معنی میں پیش کریں اور مسلمانوں کی ایک باعمل جماعت دنیا میں پیدا کر سکیں۔ اب خود غور کیجیئے کہ انکے مخالفین دس آدمیوں کی بھی کوئی جماعت پیدا نہ کر سکے اور مرزا صاحب کی تعلیم کے زیر اثر آج دنیا کے ہر گوشہ میں لاکھوں انسان تعلیم اسلام سے روشناس ہو چکے ہیں اور اس قدر پابندی سے احکام اسلام کے متبع ہیں کہ مجھے تو اسکی مثال کسی بڑے سے بڑے عمامہ بند مولوی میں بھی نہیں ملتی۔ ... اگر ممکن ہو تو سب سے پہلے مرزا صاحب کی براہین احمدیہ پڑھ ڈالیئے اور اس کے بعد انکی دوسری تصانیف۔ آپ پر خود واضح ہو جائے گا کہ مرزا صاحب کتنے بڑے انسان، کتنے سخت قائل نبوت تھے اور کیسے کیسے چھوٹے انسانوں نے ان کے

([illegible])

"عجمی اسرائیل" کے مصنّف کی ایک بنیادی افتراء پردازی

ایسی باتیں مُلک کا بدترین بدخواہ ہی کر سکتا ہے!

ہم نے گذشتہ شمارہ میں شذرات کے زیر عنوان مدیرِ چٹان شورش کاشمیری کے کتابچہ "عجمی اسرائیل" کا مختصر ذکر کیا تھا۔ عجب حیرت ہے کہ احمدیت کے معاندین کا سارا کاروبار ہی جھوٹ اور افترا پر مبنی ہے۔

"عجمی اسرائیل" میں متعدد جھوٹ لکھے ہیں۔ آج ہم ایک اور بنیادی جھوٹ جسے سیاہ ترین جھوٹ کہنا چاہیئے نقل کرتے ہیں شورش صاحب لکھتے ہیں:-

"میرزائی سیاست **کا نقشہ** یہ ہے کہ عالمی استعمار اس پاکستان کو ضرب و تقسیم سے تین چار ریاستوں میں بانٹنے کا ارادہ کر چکا ہے پختونستان بنے گا بلوچستان بنے گا۔ سندھو دیش بنے گا۔ ان کے اضلاع میں تھوڑا بہت ردّ و بدل ہوگا۔ ہو سکتا ہے سندھ کا کچھ علاقہ بھارتی راجستھان کو چلا جائے پختونستان میں پنجاب کے ایک دو اضلاع آجائیں بلوچستان سندھ کے ایک دو اضلاع لے جائے۔ اور پنجاب میں ڈیرہ غازیخاں کے ضلع پر اس کی نگاہ ہو لیکن **جتنی جلدی یہ ہو قادیانی اپنے لئے اتنا ہی مفید سمجھتے ہیں** - قادیانی امّت کی اس جھڑ بازی کا حاصل کلام یہ ہے کہ اپنے اس طبقاتی مقدر کے بعد پاکستان ختم ہو جائے گا۔ تو سکھ استعماری شہ اور بھارتی تعاون سے پنجاب پر اپنے اس استحقاق کا دعویٰ کریں گے کہ وہ ان کے گوروؤں کی نگری ہونے کے باعث ان کا ہے۔ جس طرح یہود نے فلسطین کو اپنے پیغمبروں کے مولد و مسکن و مرقد ہونے کی بنا پر حاصل کیا۔ اور اسرائیل بنا ڈالا۔ اسی طرح پنجاب سکھوں کے لئے ہوگا۔ بعض معلوم وجوہ کے باعث پنجاب اس وقت پختونستان، سندھو دیش اور بلوچستان کی ناراضی میں گھرا ہوگا۔ میرزائی امّت گورووں کی نگری کے طالبین سے معانقہ کر کے اپنے مدینۃ النبی قادیان کی مراجعت پر خوش ہوگی تب عالمی استعمار کی مداخلت سے ایک نیا پنجاب پیدا ہوگا جو **سکھ احمدی ریاست** ہوگا اور جس کا پاکستانی وجود ختم ہو جائے گا۔ پاکستان کا **اصل خطرہ** یہ ہے اور پنجاب اس خوفناک سانحہ کی زد میں ہے نہ جانے **حزب اقتدار اور حزب اختلاف** اس بارے میں کیوں غور نہیں کرتیں؟" (کتابچہ عجمی اسرائیل ف۲۲)

یہ سارا اقتباس کذب صریح کا مرقع ہے خود ہی ایک بات دل سے گھڑی ہے اور پھر اس پر مزید جھوٹوں کا انبار قائم کر دیا ہے اللہ تعالیٰ ایسے وسوسہ انداز لوگوں کے شر سے محفوظ رکھے۔ آمین۔

نہ جماعت احمدیہ کا استعماری سیاست سے کوئی علاقہ ہے اور نہ ہی ہم پاکستان کے حصے بخرے کرنے کے قائل ہیں۔ ہم تو

اس مقدس سرزمین کو اسلام کی نشأۃ ثانیہ کا بننے والا مرکز یقین کرتے ہیں۔ ہم تو یہ ایمان رکھتے ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ ساری دُنیا کو پاکستان بنانے والا ہے۔ مگر یہ معاند انتہائی افتراء سے کام لے رہے ہیں۔ شورش صاحب کا جھوٹ رہتی دُنیا تک ان کے لئے باعثِ مذمت رہے گا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے پنجاب بھی اسی طرح رہے گا اور پاکستان بھی ہمیشہ ترقی کرتا رہے گا۔

ہمارے معاند محض اس لئے تلملا رہے ہیں اور احمدیت کی خالص مذہبی تحریک کو سیاسی کہکر عوام کو اُبھار رہے ہیں۔ کیونکہ وہ مذہبی عقائد میں مقابلہ سے عاجز آچکے ہیں۔ قدیم سے خدا کے ماموروں کے مخالفین کا یہی طریقہ رہا ہے۔ حضرت موسیٰؑ اور حضرت ہارونؑ ایسے بزرگ نبیوں پر بھی فرعونیوں نے یہی الزام لگایا تھا کہ یہ تو ہمارا مُلک چھیننا چاہتے ہیں۔ اور ہمارے خلاف سازشیں کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ حضرت موسیٰؑ کی دعوتِ حق سنتے ہی فرعون نے کہہ دیا۔ اَجِئْتَنَا لِتُخْرِجَنَا مِنْ اَرْضِنَا بِسِحْرِكَ يٰمُوْسٰى۔ کہ اے موسیٰ! تو ہمارا ملک چھیننے اور ہمیں یہاں سے نکالنے کے لئے آیا ہے۔ پھر فرعونی سرداروں نے عوام کو یوں اُبھارا۔ قَالُوْٓا اِنْ هٰذٰنِ لَسٰحِرٰنِ يُرِيْدٰنِ اَنْ يُّخْرِجٰكُمْ مِّنْ اَرْضِكُمْ بِسِحْرِهِمَا وَيَذْهَبَا بِطَرِيْقَتِكُمُ الْمُثْلٰى۔ (طٰہٰ ع ۳) کہ موسیٰؑ اور ہارونؑ دو جادوگر ہیں وہ تمہیں جلا وطن کرنا اور تمہارا بہترین مذہب تم سے چھیننا چاہتے ہیں۔

گویا خدا کے ماموروں کے مقابلہ پر عوام کو سیاست کے نام پر اُکسانا فرعونی طریق ہے مذہبی لوگوں کو مذہب کے نام پر ابھارا گیا اور سیاستدانوں کو سیاست کے نام پر۔ بتایئے آج کے یہ علماء اور دنیا دار لوگ احمدیت کے مقابلہ میں اور کیا کر رہے ہیں؟

—— ✥ ——

اسلام کی روز افزوں ترقی کا آئینہ دار

ماہنامہ "تحریک جدید"

آپ خود بھی یہ ماہنامہ پڑھیں اور غیر از جماعت دوستوں کو پڑھائیں۔

چندہ سالانہ صرف دو روپے

(مینجنگ ایڈیٹر)

خوشگوار ماحول — مستعد سروس

ہم اس اعلان میں مسرت محسوس کرتے ہیں کہ

قیصر ہوٹل اینڈ ریسٹورنٹ (ایئرکنڈیشنڈ)

MUTTON LEGS مٹن لیگ

CHICKEN TIKKA چکن تکہ

—— اس کے علاوہ ——

دیگر دیسی کھانے بھی اصلی دیسی گھی میں تیار ہوتے ہیں

قیصر ہوٹل اینڈ ریسٹورنٹ (ایئرکنڈیشنڈ)

کچہری روڈ۔ کراچی

فون: ۲۳۰۲۶۹

ایک دوا خانہ

جسے

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ نے سالؔ ۱۹۱۱ء میں اپنے مبارک ہاتھوں سے اپنے شاگردوں کے لئے جاری کیا۔

اِس دواخانہ کی ایک کرن

حکیم نظام جان اینڈ سنز

کی شکل میں ساٹھ برس سے خدمتِ انسانیت میں بہتر سے بہتر طور پر مصروفِ عمل ہے۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کے شاگرد والد محترم حکیم نظام جان صاحب اس دواخانہ کی سرپرستی فرماتے رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ وہ اپنی دُکھی مخلوق کی بہترین خدمت کی ہمیں توفیق بخشے۔

میسرز حکیم نظام جان اینڈ سنز گوجرانوالہ و ربوہ

"الفضل" روزنامہ

الفضل ہمارا، آپ کا اور سب کا اخبار ہے اس میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام کی تحریرات کے اقتباسات، حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ بنصرہ کے رُوح پرور خطبات، علماء سلسلہ کے اہم مضامین، بیرونی ممالک میں جماعت احمدیہ کی تبلیغی مساعی کی تفاصیل اور اہم ملکی اور عالمی خبریں شائع ہوتی ہیں۔

آپ خود بھی یہ اخبار پڑھیں اور دوسروں کو بھی مطالعہ کے لئے دیں۔ اس کی توسیع اشاعت آپ کا جماعتی فرض ہے۔

(مینیجر)

ہر قسم کا سامانِ سائنس

واجبی نرخوں پر خریدنے کے لئے

الائیڈ سائنٹیفک سٹور

گنپت روڈ لاہور

کو

یاد رکھیں

الفِردوس

انارکلی میں

لیڈیز کپڑے کیلئے

آپ کی اپنی

دکان ھے

الفِردوس

۸۵۔ انارکلی۔ لاھور

مفید اور مؤثر دوائیں!

نورکاجل

ربوہ کا مشہورِ عالم تحفہ

آنکھوں کی صحت اور خوبصورتی کیلئے نہایت مفید خارش، پانی بہنا، پھپنی، ناخنہ، ضعفِ بصارت وغیرہ امراضِ چشم کے لئے نہایت ہی مفید ہے۔ عرصہ ساٹھ سال سے استعمال میں ہے۔

خشک و تر فی شیشی سوا روپیہ۔

تریاقِ اٹھرا

اٹھرا کے علاج کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح الاول رض کی بہترین تجویز۔ جو نہایت عمدہ اور اعلیٰ اجزاء کے ساتھ پیش کی جارہی ہے۔

اٹھرا بچوں کا مُردہ پیدا ہونا، پیدا ہونے کے بعد جلد فوت ہوجانا، یا چھوٹی عمر میں فوت ہوجانا، یا لاغر ہونا ان تمام امراض کا بہترین علاج ہے۔

قیمت پندرہ روپے۔

خورشید یونانی دواخانہ رجسٹرڈ

گولبازار۔ ربوہ۔ فون نمبر ۵۳۸

(طابع و ناشر: ابوالعطاء جالندھری۔ مطبع: ضیاء الاسلام پریس ربوہ۔ مقامِ اشاعت: دفتر ماہنامہ الفرقان۔ ربوہ)

شیزان
گھر بھر کی خوشی
اور صحت کا
ضامن ہے
Peach Jam
Plum Jam
شیزان
انٹرنیشنل لمیٹڈ
بند روڈ۔ لاہور

Regd. No L 5708

Monthly **AL-FURQAN** *Rabwah*

FINE

MARBLE INDUSTRIES (Regd.)

MARBLE SPECIALISTS, ARTISTS, PROCESSORS
EXPORTERS & IMPORTERS

- Artistic
- Marble
- Handicrafts
- Flooring
- Stairs
- Fountains
- Bird Baths

and all others decorations best & selected quality guaranteed.

For your Bungalows, Houses, Buildings, Gardens, Theatres, Bathrooms, and other requirement our Factory can supply you Marble of different colours i.e., White Black — Pink — Maroon — Grey — Zebra and white with green Lines and Shades, of all sizes tiles and slabs. We specially manufacture tile of Baths 4"x4"x8"3/8 and 6"x6"x3/8" at very reasonable competitive rates Kindly contact our SALE CENTRE for your requirements of MARBLE.

2, South East Corner,
Central Com. Area off Tariq Road,
Opp. P.B.S. Petrol Pump
P.E.C.H.S. KARACHI—29.

Managing Partner:

Fine Marble Industries

27/268, Industrial Area,
KORANGI, (KARACHI)
Phone 414248

Title printed at Nusrat Art Press, Rabwad.